ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

03 مارچ 2026ء | رمضان المبارک شوال المکرم 1447ھ

احرار ۱۹۲۹ء

مجلس احرار اسلام پاکستان

عزم وہمّت اور صبر و استقامت کے

96 سال

- پاک افغان کشیدگی، افسوس ناک صورتِ حال
- شہدائے ختم نبوت 1953ء کی یاد میں
- شاعرِ ختم نبوت سید سلمان گیلانی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال

- سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کتابوں کے درمیان
- اصحاب رسول علیہم الرضوان وخلافت راشدہ
- مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اختلاف کی حقیقت وسچائی

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مرکزی دفتر: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مکرم ومحترم جناب:.. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رمضان المبارک، سراپا رحمت ومغفرت کا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں پر خاص فضل وکرم فرمایا کہ نیکیوں کے حصول، گناہوں سے توبہ، جہنم سے نجات، جنت میں داخلے اور مغفرت وبخشش کا موسم بہار رمضان کی صورت میں عطاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینے میں روزے رکھنے اور روزوں کا حق اداء کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ رمضان المبارک کو ہمارے لیے دنیا وآخرت کے بہترین منافع کے حصول کا ذریعہ بنائے (آمین)

مجلس احرار اسلام پاکستان گزشتہ 96 سال سے دینی وتعلیمی، دعوتی وتبلیغی اور سماجی وقومی خدمت کے محاذوں پر سرگرم عمل ہے اور اپنی استطاعت کے مطابق خدمات انجام دے رہی ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جماعت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، قادیانیت کے محاسبہ وتعاقب، قادیانیوں کو دعوتِ اسلام، دین کی تعلیم واشاعت اور اللہ کی مخلوق کی خدمت جیسے شعبوں میں فعال ومتحرک ہے۔ خاص طور پر شعبہ تعلیم میں اس وقت 30/مدارس ومکاتب میں دو ہزار سے زائد بچے حفظِ قرآن، سکول اور درس نظامی کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ شعبۂ تبلیغ حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں دعوت اسلام، تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ 12/مبلغین شب وروز دعوت وتبلیغ کی محنت میں مصروف ہیں۔ اس سال 10 نئی کتب وپمفلٹ شائع کیے جبکہ ہزاروں کی تعداد میں ختم نبوت کیلنڈر اور لٹریچر شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جبکہ قادیانیوں سمیت دیگر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام کے نتیجے میں گزشتہ سال 2025 میں 96 قادیانی، عیسائی اور بہائی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور دیگر زیرِ تبلیغ ہیں۔ شعبہ خدمت خلق کے زیر اہتمام ملک بھر میں سیلاب وزلزلہ متاثرین کی بحالی کے لیے تعمیر مکانات کا سلسلہ جاری ہے۔ چناب نگر ''مسلم ہسپتال'' میں 2022 سے 2025 تک 13216 مریضوں کا مفت علاج اور فری ٹیسٹ کیے گئے ہیں۔ رمضان کے بعد آئی کلینک اور دیگر پروجیکٹ شروع کیے جائیں گے۔ جبکہ عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت سے آگاہی کے لیے تلہ گنگ مرکز احرار سے اب تک ہزاروں مرد وخواتین نے ''فری ختم نبوت خط کتابت کورس'' کیا ہے جو کہ تا حال جاری ہے۔ ملتان سے مجلس کا ترجمان ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' گزشتہ 37 برس سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

مدارس کے اساتذہ وطلباء کے جملہ اخراجات اور شعبۂ تبلیغ، دعوت وارشاد کے تحت لٹریچر کی اشاعت، مبلغین وخدام ختم نبوت کی خدمت اور نومسلموں کی کفالت، شعبہ خدمت خلق کے تحت چلنے والے پراجیکٹس مجلس ہی کے ذمہ ہے۔ سالانہ بجٹ تقریباً پانچ کروڑ روپے سے متجاوز اور 1500 من سے زائد گندم کا خرچ ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ ان دینی کاموں کی انجام دہی کے لیے تعاون فرمائیں

زکوٰۃ — عشر — فطرانہ — صدقات — عطیات

مجلس احرار اسلام کو عنایت فرمائیں

سید محمد کفیل بخاری
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مولانا محمد مغیرہ
ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان

ترسیلِ زر کے لیے
0300-6326621

www.ahrar.org.pk / majlisahrar@yahoo.com

بیاد

حضرۃ امیرِ شریعت، سید الاحرار

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی و امیر اوّل مجلس احرار اسلام

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

سراج

بانی

ابن امیرِ شریعت حضرۃ

مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

Regd.M.NO.32 | جلد 37 | شمارہ 03

مارچ 2026ء | رمضان المبارک / شوال المکرم ۱۴۴۷ھ

بفیضانِ نظر

جانشینِ امیرِ شریعت، امام الاحرار حضرۃ مولانا

سیّد ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ مولانا سیّد عطاء المؤمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ پیرجی سیّد عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ

(مسند نشین خانقاہ سراجیہ)

سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب

جناب ملک محمد یوسف صاحب

مدیر مسئول: سیّد محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، میاں محمد اویس

سیّد عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن احرار

منتظم ترسیلات: محمد فیصل اشفاق، احمد علی

رابطہ 0304-2265485

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— =/600 روپے

بیرونِ ملک —— =/9000 روپے

فی شمارہ —— =/50 روپے

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

www.ahrar.org.pk kafeel.bukhari@gmail.com

majlisahrar@hotmail.com majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوّت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان | ناشر: سیّد محمد کفیل بخاری | طابع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان

ترسیل زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل 0278-1005278 ایم ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

اداریہ	پاک افغان کشیدگی، افسوس ناک صورتِ حال	سید محمد کفیل بخاری	3
تعزیتی شذرہ	شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانیؒ کا سانحہ ارتحال	//	5
	الشیخ قاری محمد عبداللہ ملتانی کا سانحہ ارتحال		
افکار	شہدائے ختم نبوت 1953ء کی یاد میں	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	7
//	غزہ......طاقت، بیانیہ اور استقامت کی کشمکش	مسعود ابدالی	11
//	مشرق وسطیٰ کا محاصرہ	عطاء محمد جنجوعہ	15
دین و دانش	نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں؟ (قسط نمبر 20)	القاضی عبدالجبار ترجمہ: صبیح ہمدانی	20
//	الجواهر السنية فی السيرة النبوية (قسط:12)	محمد بن احمد الفاسی مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر	23
//	امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہؓ اور ہجرتِ مدینہ	مولانا محمد ذیشان (مردان)	26
شخصیت	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کتابوں کے درمیان	نور اللہ فارانی	30
خطاب	اصحاب رسول علیہم الرضوان وخلافت راشدہ (قسط نمبر:1	مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	41
مطالعہ قادیانیت	مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اختلاف کی حقیقت وسچائی	محمد انصار اللہ قاسمی	51
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	55
ترحیم	مسافران آخرت	ادارہ	63

★......★......★

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

پاک افغان کشیدگی، افسوس ناک صورتِ حال

حالیہ دنوں میں افغانستان میں پناہ گزین دہشت گردوں کی طرف سے پاکستان میں متعدد بار فوج اور پولیس کی چیک پوسٹوں کو حملوں کا نشانہ بنایا گیا۔ دہشت گرد تنظیموں کی طرف سے بدامنی اور خون آشامی کی یہ تازہ لہر سنہ 2021ء سے جاری ہے۔ جب پاکستان میں عسکری تنصیبات، سرحدی چیک پوسٹوں، عوامی مقامات بلکہ مساجد اور دینی مراکز پر حملوں کا منظّم سلسلہ شروع کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں عام شہریوں، علماء اور سیکورٹی اداروں سے منسلک افراد کی بڑی تعداد جاں بحق ہوئی۔ پاکستان کی جانب سے اس صورت حال پر افغانستان کی حکومت کو بارہا متوجہ کیا گیا اور مختلف ذرائع سے ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے ذمہ دار ہونے کا ثبوت دیں اور اپنے دائرۂ اختیار میں موجود دہشت گرد تنظیموں کے مراکز کو بند کر کے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کو روکیں۔ انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس سو فیصد اخلاقی و شرعی و قانونی مطالبہ کو مسلسل نظر انداز کیا گیا۔ چنانچہ نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ مسلسل دہشت گردی نے آج دو مسلمان ملکوں کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں علانیہ جنگ کے محاذ پر سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ پاک فضائیہ نے افغانستان میں دہشت گردی کی کمین گاہوں کو نشانہ بنایا اور مختلف مقامات پر اپنے اہداف پر حملے کر کے ملت اسلامیہ پاکستان کے تحفظ کو لاحق خطرات کو زائل کیا۔

ہم صدق دل کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صورت حال امت کے احوال کے تناظر میں انتہائی اندوہناک اور ہر مسلمان کے دل کو خون کر دینے والی پریشانیوں میں سے ہے۔ لیکن مسلمانانِ پاکستان کے جان و مال کے دفاع اور تحفظ کے لیے پاکستانی افواج کے عملیات کی ہم مکمل اور بھرپور تائید کرتے ہیں۔ پاکستان کی سلامتی اور قیامِ امن دفاعی اداروں کے فرائض میں ہے۔ پوری قوم ان فرائض کی بجا آوری کی خاطر سرحدوں پر کھڑے ملت کے غیور بیٹوں کے شانہ بہ شانہ کھڑی ہے۔

یہاں ہمیں افغان حکومت کی فیصلہ سازی اور بصیرت پر شدید دکھ اور شکایت کا بھی اظہار کرنا ہے۔ ہمیں دو ہزار بائیس کے امریکی استعمار کے سقوط کے بعد آنے والی نئی حکومت سے جو امیدیں پیدا ہوئی تھیں بہت افسوس ہے کہ وہ مایوسی سے بدل گئی ہیں۔ افغان ہیئتِ حاکمہ نے نہ صرف پاکستانی حکمرانوں کے جائز مطالبات کو مسترد کیا بلکہ پاکستانی قوم میں موجود اپنے خیر خواہ اور ہمدرد علماء کی بھی ایک نہیں سنی۔ عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو کابل میں کل افغان علماء کا جرگہ بلا کر افغان سرزمین سے پاکستان کے خلاف جنگی کارروائیوں کو بجا طور پر ناجائز قرار دیا جاتا ہے

اور دوسری طرف افغان علاقوں سے مسلسل پاکستانی حدود میں دہشت گردانہ حملے نہ صرف جاری رہتے ہیں بلکہ ان کو افغان ہیئتِ حاکمہ کی تائید بھی میسر رہتی ہے۔ پوری دنیا یک زبان ہے کہ افغان حدود میں دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانے موجود ہیں، حتیٰ کہ خود ٹی ٹی پی جیسی تنظیمیں ان ٹھکانوں اور افغان حکومتی حمایت کو بطور فخر کے بیان کرتی ہیں، لیکن افغان ترجمان ان حقائق کا انکار کردیتے ہیں۔ یاللعجب! کیا حکومت اور وطن اور قوم پرستی کے تقاضے پر مقدس صورت لوگ بھی یہی کریں گے؟ پھر آپ میں اور ان وزرائے اطلاعات میں کا امتیاز باقی رہ جائے گا جنھیں آپ فساق وفجار کہتے ہیں؟ یہ کون سی عقل، کیسی منطق، کون سا اخلاق اور کیسی سیاست ہے۔

بھئی کھل کر بتائیے، یا تو آپ تمام پاکستان اور اس کی تمام آبادی کو کافر سمجھتے ہیں، لہذا ہمارے خلاف اعلانِ جہاد کرتے ہیں، تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ علم ودین کی زریں قبا میں دراصل وہی تکفیری دیو پاکوبی کررہا ہے جس سے خود آپ جنگ کرنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ یا پھر کھل کر بتائیے کہ اگر آپ کو داعش کے تکفیری لڑاکوں کے خلاف لڑنے کا حق حاصل ہے تو ڈیورنڈ لائن کی اِس طرف کے باشندے کیوں یہ حق نہیں رکھتے کہ دہشت گردوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔ یکسو ہوجائیے، یا تو دین پر فیصلہ کرلیں یا قوم پرستی کے انتقامی اور برتری پرستی کے جذبات پر، یہاں تو کچھ بھی نہیں رہا۔ عربی میں کہتے ہیں **لا اخلاق الاسلام ولا مروءۃ الجاھلیۃ** ۔ نہ تو اسلامی اخلاق نہ جاہلیت والی مردانگی۔

جنابِ شیخ پر افسوس ہے، ہم نے تو سوچا تھا
حرم کے رہنے والے ایسے نامحرم نہیں ہوں گے

پاکستان کا دعوی ہے کہ اب تک افغان رجیم سے وابستہ ساڑھے تین سو افراد قتل کیے جاچکے ہیں، دوسری طرف افغان جانب سے بھی بلند وبالا اعداد وشمار بیان کیے جاتے ہیں۔ کیا علمائے افغانستان کو لگتا ہے دونوں طرف کے ان مسلمان مقتولوں کے خون کی قیمت کے بارے میں آپ سے سوال نہیں ہوگا کہ جانتے بوجھتے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ایسے محاذ پر افواج کو اتارا جہاں یقینی موت تھی؟ غضب خدا کا تین سو ایسے جوان جن کو آپ نے امریکہ سے بچا بچا کر رکھا اور اب ان کو دہشت گردوں کے دفاع میں پاکستانی افواج سے لڑا کر مرنے کے لیے کھڑا کردیا؟

امن وامان اور سیکورٹی کے حوالے سے پاکستان کی افغانستان سے شکایات جائز اور درست ہیں۔ پاکستان کو اپنے دفاع کا پورا حق حاصل ہے۔ افغانستان، پاکستان کی شکایات دور کرے۔ ٹی ٹی پی اور دیگر دہشت گرد تنظیموں کی افغانستان سے پاکستان میں مداخلت اور دہشت گردی کو روکے۔ ہمیں پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کے لیے ٹرمپ اور مودی کے ایجنڈے پر نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کی بقاء کے لیے اپنے ایجنڈے پر عمل کرنا چاہیے، یہی پاکستان وافغانستان سمیت پورے اسلامی معاشرے کے مفاد میں ہے۔

شاعرختم نبوت سید سلمان گیلانیؒ کا سانحہ ارتحال

برادر محترم سید سلمان گیلانی بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گئے۔ رمضان المبارک میں موت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یقین ہے کہ ختم نبوت کا عاشق ومبلغ جنت کے کھلے دروازوں سے خوشی خوشی داخل ہوگا، ان شآءاللہ۔ ان کے انتقال سے ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حلقوں کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ گزشتہ ماہ 27 جنوری 2026ء کو گیلانی صاحب جلال پور پیروالہ کسی اجتماع میں تشریف لائے تو واپسی پر مجھے فون کیا کہ آپ ملتان میں ہیں تو میں آپ کو ملنے آرہا ہوں، ان دنوں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم ملتان میں سالانہ ختم نبوت کورس کی کلاس چل رہی تھی۔ گیلانی صاحب تشریف لائے تو عشاء کے بعد طلباء کے ساتھ ان کی خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ سید سلمان گیلانی نے خوب مجلس برپا کی اور گھنٹہ بھر نعت، نظم، غزل اور مزاحیہ کلام سناتے رہے، انہوں نے بتایا کہ دل کے بائی پاس آپریشن کے بعد انہوں نے پہلا سفر کیا ہے، ملتان آکر دار بنی ہاشم میں حاضری میرے معمول میں ہے، مجھے یہاں آکر ابناء امیر شریعت رحمھم اللہ کی محبتیں یاد آتی ہیں اور آج بھی خانوادہ ءامیر شریعت سے محبتیں سمیٹنے آیا ہوں۔

سید سلمان گیلانی رحمہ اللہ سے گزشتہ ساٹھ برسوں سے شناسائی ہے۔ جب وہ اپنے والد ماجد، شاعر احرار حضرت سید امین گیلانی رحمہ اللہ کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے۔ سید سلمان گیلانی نہایت خوش طبع، بذلہ سنج اور اعلیٰ ادبی ذوق رکھنے والے انسان تھے۔ وہ قادرالکلام شاعر تھے۔ انہوں نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی۔ نعت، نظم، غزل اور طنز ومزاح میں خوب صورت شاعری کی۔

آہ! آج سلمان گیلانی ہمیں تنہا چھوڑ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

اللہ تعالیٰ سید سلمان گیلانی کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور حسنات قبول فرمائے، ختم نبوت کے تحفظ کے لیے انکی خدمات کو بلندئ درجات کا ذریعہ بنائے، آمین ثم آمین یارب العالمین۔

الشیخ قاری محمد عبداللہ ملتانی کا سانحہ ارتحال

الشیخ قاری محمد عبداللہ ملتانی استاذِ کبیر مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں 5 رمضان 1447ھ / 22 فروری

2026ء انتقال فرما گئے ہیں۔

حضرت قاری محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے، وہ ابناء امیر شریعت حضرت سید عطاء المومن بخاری اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہما اللہ کے ساتھیوں میں تھے اور مجدد القراءت حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی نور اللہ مرقدہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت قاری محمد عبداللہ گزشتہ ساٹھ برس سے مسجد نبوی شریف میں تدریس قرآن کریم میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت قرآن کریم کے لیے قبول فرما لیا تھا۔ حضرت قاری محمد عبداللہ پاکستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے اور پھر واپس پاکستان نہیں آئے۔ حرم مدینہ میں وہ پاکستانی علماء و مشائخ اور حفاظ و قراء کے میزبان تھے۔ بہت اعلیٰ اخلاق والے انسان تھے۔ مسجد نبوی شریف میں ان کی صحبت میں گزرے لمحات زندگی کا بہترین اثاثہ ہیں۔

ربیع الاوّل کی سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں باقاعدہ حصہ ڈالتے اور اپنے احباب سے بھی تعاون کراتے۔ وہ سب سے پہلے رقم بھیجتے۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ ان کے بھیجے ہوئے پیسے ختم نبوت کانفرنس میں یہ کہہ کر پہلے خرچ کرتے کہ یہ ہمارے بھائی قاری محمد عبداللہ نے مدینہ طیبہ سے بھیجے ہیں۔ حضرت پیر جی تقریباً 14 برس مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے اور حضرت قاری محمد عبداللہ اور اپنے قراء ساتھیوں کے ساتھ بہترین رفاقت رہی۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ ہمیشہ ان خوب صورت یادوں کا تذکرہ کیا کرتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاری محمد عبداللہ کے حسنات قبول فرمائے اور جنت البقیع کے مکین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

★......★......★

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

31 مارچ 2026ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نماز مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے

الداعی انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061 4511961

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

شہدائے ختم نبوت 1953ء کی یاد میں

برق و باراں

مارچ کا مہینہ آتے ہی تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کی رُوح فرسا یادیں قلب وجگر کے زخم تازہ کر دیتی ہیں۔ اِسی تحریک کے دوران پاکستان کا پہلا مارشل لا نافذ کر کے اُسے ختم رسالتؐ کے پروانوں ہی کی مقدس جانوں پہ آزمایا گیا اور دس ہزار بے گناہ، معصوم و نہتے بچے، جوان اور بوڑھے شہری ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ کی پاداش میں خاک وخون میں تڑپا دیے گئے۔ کبھی کسی نے سوچا ہے کہ اُن پاکباز شہیدوں کا جرم کیا تھا! کیا وہ ریاست کے باغی تھے؟ کیا وہ سیاست و کرسی کے خواہش مند تھے؟ ہرگز، ہرگز نہیں، بلکہ وہ تو تحریکِ مقدس تحفظ ختم نبوت کے ایثار پیشہ جاں نثار تھے جو صرف اِن تین اصولی مطالبات کی منظوری کے لئے چلائی گئی تھی: 1: قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ 2: قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فارغ کیا جائے۔ 3: قادیانی وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ خان کو برطرف کیا جائے۔

ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیجیے کہ اِن مطالبات میں نہ تو طلبِ اقتدار کی ہوس جھلکتی ہے اور نہ مال وزر کی خواہش موجود ہے، بلکہ اگر کوئی تمنا، یا آرزو ہے تو بس یہی ایک کہ رسول اللہ ﷺ کے منصبِ نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والے منکرینِ ختم نبوت کی دستوری حیثیت متعین کر کے، اُن کے گستاخانہ قلم اور زبان کو لگام دی جائے۔ تا کہ پھر کوئی منصبِ رسالت کو نقب نہ لگا سکے۔ بس یہی اِن پاک نفسوں کی رُوح کی آواز تھی جو سیالکوٹ، وزیر آباد، ملتان، گوجرانوالہ اور لاہور سے کراچی تک ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعروں کی شکل میں گونج رہی تھی۔ شیدایانِ ختم نبوت کی اِس صدائے رُستاخیز کو دبانے کے لیے وقت کے ظالم حکمرانوں نے فوج کے کندھے پر بندوق رکھی اور پھر گولیوں کی تڑتڑ سے لاہور کا مال روڈ اور مسجد وزیر خان کے قرب وجوار دن رات گونجتے رہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ سیکرٹری دفاع سکندر مرزا نے یہ فرعونی آرڈر جاری کر رکھا تھا کہ: ''مجھے یہ نہ بتایا جائے کہ کوئی ہنگامہ ختم کر دیا گیا ہے، بلکہ مجھے یہ بتایا جائے کہ وہاں کتنی لاشیں گرائی گئی ہیں؟ کوئی گولی ضائع تو نہیں گئی؟''

تحریک کا آغاز یکدم نہیں ہوا۔ پس منظر ملاحظہ کیجیے کہ: جب پاکستان بن گیا تو مجلس احرار اسلام کے قائدین نے ملکی حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد جنوری 1949ء میں انتخابی سیاست سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ اپنی جماعتی سرگرمیوں کو اِسلام کی تبلیغ، اصلاح معاشرہ اور تحفظ ختم نبوت کے اہداف تک محدود کر لیا اور سیاسی میدان کو مسلم لیگ کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ تا کہ نوزائیدہ مملکت میں سیاسی بدامنی ومحاذ آرائی کے بجائے امن واستحکام اور یکجہتی واتحاد کی فضا پیدا ہو۔ اُس وقت کی حزب اختلاف کی سب سے بڑی جماعت مجلس احرار اسلام کے سیاسی محاذ کو چھوڑ دینے پر قادیانیوں کے سربراہ

مرزا بشیر الدین محمود نے اِس موقع کو غنیمت جانا اور سیاسی میدان خالی دیکھتے ہوئے پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کا دیرینہ منصوبہ زیرِ عمل لانے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان کے وجود پر یہ پہلا وار تھا جو آستین میں چھپے ہوئے دشمنوں نے کیا۔

چونکہ مرزا بشیر الدین 1948ء میں بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کر چکا تھا اور اُس کی قیادت میں قادیانی جماعت نے نہ صرف اندرون ملک اپنی سازشوں کے جال پھیلا رکھے تھے، بلکہ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کے حساس منصب کی بدولت بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے جناب حمید نظامی مرحوم کے بقول: ’’قادیانیوں کی تبلیغ کے مراکز بن چکے تھے۔‘‘ اِس لیے اب قادیانی پاکستان پر اپنی حکومت کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ ان نازک حالات میں مجلس احرار اسلام کے دُور اندیش رہنماؤں نے تمام مکاتب فکر کو 3 / جون 1952ء کو کُل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد کیا اور باقاعدہ تحریک شروع سے پہلے اپنے مذکورہ بالا تین مطالبات مرتب کیے۔ جنہیں منوانے اور وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو قادیانوں کی تمام سازشوں سے ثبوت اور دلائل کے ساتھ آگاہ کرنے کے لیے اُن سے بار ہا مذاکرات کیے، لیکن حکمران طاقت کے نشے اور قادیانیت نوازی کے جوش میں اس قدر مدہوش تھے کہ انہوں نے مذاکرات کو مجلس عمل کی کمزوری سمجھا۔ مجلس عمل کا قیام عمل میں لانے کی وجہ یہ تھی کہ حالات کی سنگینی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ حکمرانوں کی بے حسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے مئی 1952ء کو کراچی میں قادیانیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کو ایک سُوکھے ہوئے درخت اور قادیانیت کو خدا کے لگائے ہوئے پودے سے تشبیہ دے کر برسرِ عام اسلام کی توہین کا ارتکاب کر ڈالا تھا۔ ظفر اللہ خان کی اِس ناپاک جسارت نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور عوامی جذبات کا لاوا اُبلنے لگا، تو دوسری طرف مجلس عمل کے جائز ترین مطالبات کو حکومتی ایوان کے مسند نشینوں نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

22 / جنوری 1953ء کو مجلس عمل نے اِتمام حجت کے لئے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں پھر مذاکرات کیے۔ جس پر تہجد گزار خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا کہ: ’’اگر میں آپ کے یہ مطالبات مان لوں تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم بھی نہیں دے گا۔‘‘ اِس کورے جواب کے باوجود مجلس عمل نے اپنے تین نکاتی دینی مطالبات کی منظوری کے لیے حکومت کو مزید ایک ماہ کی مہلت دے دی۔

مجلس عمل کی حکومت کو دی گئی ایک ماہ کی مہلت تیزی سے ختم ہوتی جا رہی تھی، لیکن حکومت ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ کے لئے کوئی بھی قدم اٹھانے پر آمادہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ہدایت پر مجلس عمل کے ایک وفد نے خواجہ ناظم الدین سے یہ معلوم کرنے کے لئے مزید ایک دفعہ پھر ملاقات کی کہ وہ مجلس عمل کے مطالبات کے متعلق کیا روّیہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ جس کے جواب میں وزیر اعظم نے حسب سابق واضح کیا کہ مجلس عمل کے مطالبات تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ 22 فروری کو اُلٹی میٹم کی مدت ختم ہوگئی۔ جس

پر 24-25 فروری 1953ء کی درمیانی شب کو مجلس عمل کے زیرِ اہتمام کراچی میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں تمام مرکزی قائدین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی منظور کردہ متفقہ قرارداد کے مطابق پُر امن تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کا آغاز کرنے کا اعلان کر دیا گیا، مگر 26، 27 فروری 1953ء کی درمیانی شب کو دفتر احرار کراچی پر چھاپہ مار کر مجلس عمل کے مرکزی رہنماؤں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سیّد ابوالحسنات قادریؒ، صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ اور مولانا حامد بدایونی مرحوم سمیت متعدد رہنماؤں کو گرفتار کرلیا گیا۔

اگرچہ پنجاب میں بھی میاں ممتاز دولتانہ کی وزارتِ اعلیٰ کی خصوصی ہدایت پر بڑی تعداد میں گرفتاریوں کا سلسلہ جاری تھا، لیکن جب کراچی میں مرکزی رہنماؤں کی گرفتاری کی خبر پنجاب میں پہنچی تو لوگوں کے جذبات مشتعل ہو گئے اور احتجاجی جلسوں، جلوسوں اور ہڑتالوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مجلس عمل لاہور نے یہ طے کیا تھا کہ روزانہ پچیس رضا کار گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے جا کر رضا کارانہ گرفتاری دیں گے، لیکن جب ہزاروں افراد کے جلوس کے ساتھ یہ رضا کار گورنمنٹ ہاؤس کی جانب بڑھتے تو انہیں راستے ہی میں روک کر گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ جس پر مجلس عمل کے رہنماؤں نے نئی حکمت عملی کے تحت تحریک کا ہیڈ کوارٹر اَحرار پارک (بیرون دہلی دروازہ، لاہور) سے مسجد وزیر خان منتقل کرلیا، مگر وہاں جانے والے رضا کاروں پر پولیس نے شدید لاٹھی چارج کیا۔ جس سے عوام کی بڑی تعداد زخمی ہوئی اور لاتعداد گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔

3/ مارچ 1953ء کو حکومتی ایما پر فوج آ پہنچی اور لاہور شہر عملاً کرفیو کی زد میں آ گیا۔ کرفیو کے باوجود جلوس نکل رہے تھے اور ختم نبوت زندہ باد کہنے کے جرم میں فرزندانِ ختم نبوت پر ڈنڈے برستے رہے، گولیوں کی بوچھاڑ ہوتی رہی اور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے سینوں پر گولیاں کھا، کھا کر تحفظِ ناموسِ رسالتؐ کے لیے جانیں وارتے رہے۔ 5/ فروری 1953ء کو گوالمنڈی لاہور میں پولیس کے دو افسروں نے مسلسل فائرنگ کر کے بے حساب افراد شہید کر دیے۔ جس سے عوام کے جذبات مزید بھڑکے اور سول نافرمانی، بغاوت میں بدلتے ہوئے صاف دکھائی دینے لگی۔ لاہور شہر میں شہدائے ختم نبوت کے پاک جسموں کے ڈھیر لگ گئے تھے۔ جنھیں ٹرکوں میں لاد کر، چھانگا مانگا کے جنگل میں اجتماعی قبر کھود کر ڈالا جاتا اور پھر تیل چھڑک کر آگ لگا دی جاتی تھی۔ تاکہ شہیدانِ عشقِ رسالتؐ پناہ کا نام و نشاں مٹ جائے، لیکن اُن بد بخت ہلاکو خانوں اور چنگیز خانوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ جاں نثارانِ رسول ﷺ تو مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ اُن سنگ دل قاتلوں کو کیا خبر تھی کہ ان بے گناہوں کا مقدس خون کتنی جلدی رنگ لائے گا اور ستم گر ہی بالآخر ذلیل و رُسوا اور بے نام و نشاں ہو کر خاک میں مل جائیں گے۔

لاہور کی تاریخ کا یہ نازک ترین دور تھا۔ جب پابندیاں، تعزیریں، ظلم و تشدد اور گولیاں بھی احرار رضا کاروں اور تحفظِ ختم نبوت کے مجاہدوں کے متلاطم جذبات کے آگے بند باندھنے میں مکمل طور پر ناکام ہو رہی تھیں۔ 6/ مارچ

1953ء کو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ حکمرانوں نے نہتے مسلمانوں پر ظلم وتشدد کی تاریخ کا ایک اور تاریک باب رقم کیا۔ ریاستی اداروں کے ہاتھوں تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران دس ہزار سے زائد فرزندانِ اسلام، جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس ومنصب کی حفاظت کے مطالبہ کے جرم میں اپنے ہی خون میں نہلا دیے گئے اور ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شاہی قلعہ اور جیلوں میں ٹھونس کر پولیس کے وحشی درندوں کے آگے ڈال دیا گیا۔

اگرچہ تحریکِ مقدس تحریک تحفظ ختم نبوت ریاستی ظلم و جبر کے ہتھکنڈوں سے کچل دی گئی، لیکن آنے والے دور نے شہدائے ختم نبوت کی صداقت، بے غرضی، اخلاص اور جرأتِ بے پناہ کو سلام پیش کیا۔ اُن کا خونِ بے گناہی رنگ لایا اور جن تین بنیادی مطالبات کی منظوری کے لئے اُن پاک نفسوں نے اپنی ناتواں جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک ایک کر کے وہ تینوں مطالبات کافی حد تک پورے ہوتے گئے۔ اِسی تحریک کے نتیجے میں سر ظفر اللہ قادیانی رُسوا ہوا، اور پھر عمر بھر وہ اقتدار کو ترستے، ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرا۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ اگرچہ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کی مکمل برطرفی تاحال عمل میں نہیں آئی، لیکن عملاً اُن کی وہ پہلی حاکمانہ حیثیت باقی نہیں رہی ہے۔

اگر تحریک تحفظ ختم نبوت کے مطالبات مان لیے جاتے تو سر ظفر اللہ خان قادیانی کی جانبدارانہ خارجہ پالیسی کی وجہ سے پاکستان امریکہ کی غلامی میں نہ آتا اور سیٹو اور سینٹو جیسے رُسوائے زمانہ معاہدوں پر دستخط کر کے پاکستان کی خودمختاری کو داؤ پر نہ لگایا جا سکتا۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں قادیانیوں کی فرقان بٹالین پاکستانی فوج کو بے دست و پا نہ کر سکتی۔ قادیانی جرنیل جنرل اختر ملک پاک آرمی کی ہزیمت کا سبب نہ بنتا۔ پلاننگ کمیشن کے سابق ڈپٹی چیئر مین ایم ایم احمد قادیانی کی ملک دشمن سازشیں کامیاب نہ ہو سکتیں اور ملک کا مشرقی حصہ علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش نہ کہلاتا۔ قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کے ایٹمی راز امریکہ اور برطانیہ کے حضور پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکتا۔

افسوس، صد افسوس! کہ حاکمانِ وقت نے عارضی قوت و اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کر پاکستان کے اِن جاں نثار وَفادار شہدائے ختم نبوت کی صدائے حق پر کان نہ دھرے، بلکہ اُن کو آہن و بارود سے بھسم کر ڈالا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وطن عزیز غیروں کی غلامی میں چلا گیا اور ریاست کے اقتدار پر وہ لوگ قابض ہوتے چلے گئے، جن کا مذہب دولت وحکومت، جن کا مسلک بے حمیتی و بے وفائی اور جن کا آبائی پیشہ وشعار فرنگ پرستی اور ناموسِ رسالت ؐ کے دشمنوں کے ساتھ جنم جنم کی دوستی رہی ہے۔ یہ انجامِ بد ہے، شہیدانِ ختم رسالت ؐ پر ظلم و درندگی اور اُن کی صدا پر کان نہ دھرنے کا! کہ جس کا خمیازہ آج تک بحیثیت قوم ہم بھگت رہے ہیں۔ رہے وہ خلد آشیاں، ناموسِ رسالت پر قربان ہونے والے عظیم شہدا! کہ ہمارے لیے اُن کا تذکرہ باعثِ اجر وثواب اور اُن کی راہوں کا چلن ہمارا نشانِ منزل ہے۔ اللہ کے حضور اُن مقدس نفوس کا مقام ومرتبہ ہمارے وہم وگمان سے بھی بلند وبالا ہے۔ بقول جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری ؒ:

شہیدِ عشقِ محمد ﷺ کا احترام کرو　　　کہ اُس سے محشر و برزخ میں احتساب نہیں

مسعود ابدالی

غزہ......طاقت، بیانیہ اور استقامت کی کشمکش

عسکری قوت وقتی برتری تو فراہم کرسکتی ہے، مگر مستقل استحکام سیاسی بصیرت، قانونی توازن اور سفارتی جرأت کا تقاضا کرتا ہے۔ غزہ اس وقت صرف ایک جغرافیائی خطہ نہیں بلکہ عالمی سیاست کا آئینہ بن چکا ہے۔ یہاں گرنے والا ہر بم صرف ایک عمارت کو نہیں گراتا بلکہ بین الاقوامی قانون، اخلاقی معیارات اور سفارتی توازن کو بھی آزمارہا ہے۔ طاقت کے اظہار اور مزاحمت کے عزم کے درمیان ایک ایسی کشمکش جاری ہے جس کا فیصلہ میدانِ جنگ سے زیادہ بیانیوں، عدالتوں اور سفارتی میزوں پر ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

داخلی سیاست اور غزہ کا انسانی منظرنامہ

یہاں بمباری اور ناکہ بندی کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ امدادی ٹرکوں کے سامنے دھرنا اب اسرائیل میں ایک معمول کی سیاسی سرگرمی بنتا جارہا ہے۔ 2 فروری سے انتہا پسند عناصر کریم سلام (Kerem Shalom) پھاٹک پر امدادی سامان لے جانے والے ٹرکوں کا راستہ روکے کھڑے ہیں۔ گزشتہ ہفتے اسرائیل مادرِ وطن پارٹی (Yisrael Beiteinu) کے سربراہ اور خود کو لبرل و سیکولر کہنے والے ایویگڈور لائبرمین (Avigdor Liberman) بھی اپنی جماعت کی اراکینِ پارلیمان یولیا مالینووسکی (Yulia Malinovsky) اور شیرن نیر (Sharon Nir) کے ہمراہ وہاں پہنچے۔ لائبرمین نے کہا کہ یہ ٹرک ٹیکس دہندگان کے پیسوں سے غزہ میں بجلی، پانی اور دیگر اشیاء پہنچا رہے ہیں، اور جب تک مزاحمتی گروہ غیر مسلح نہیں ہوتے، امداد کی بحالی اسرائیلی عوام کے لیے قابلِ قبول نہیں۔ یہ منظر اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ غزہ میں جاری انسانی بحران کی ذمہ داری محض مذہبی شدت پسندوں تک محدود نہیں، بلکہ اسرائیلی سیاست کے لبرل و سیکولر حلقے بھی سخت گیر پالیسی کے ساتھ کھڑے ہیں۔

طاقت کی سیاست اور بیانیے کی جنگ

مغربی حمایت کے احساسِ تحفظ نے اسرائیلی قیادت کو اب رسمی پردہ داری سے بھی بے نیاز کردیا ہے۔ کچھ دن پہلے اسرائیلی وزارتِ قومی سلامتی کی جانب سے جیلوں میں فلسطینی قیدیوں پر تشدد اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کی تصاویر جاری کی گئیں، جنھیں ناقدین خوف کی نفسیات پیدا کرنے کی کوشش قرار دیتے ہیں۔ سرکاری ذرائع یہ خبر بھی

پھیلا رہے ہیں کہ نئی قانون سازی کے تحت قتل اور دہشت گردی کے الزام میں نظر بند فلسطینیوں کو سزائے موت دی جائے گی جس کے لیے جلادوں کی تربیت کا کام جلد شروع ہوگا۔

جیتے جاگتے انسان بھاپ بن گئے۔اسی دوران الجزیرہ پر شائع ہونے والی خبر نے ہر سلیم الفطرت انسان کے رونگٹے کھڑے کردیے۔اس تحقیقاتی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیل نے غزہ میں انتہائی شدید حرارت اور دباؤ پیدا کرنے والے امریکی ساختہ Thermal اور Thermobaric ہتھیار استعمال کیے، جو درجۂ حرارت کو تقریباً ساڑھے تین ہزار ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچا دیتے ہیں۔اس غیر معمولی حرارت کے نتیجے میں متعدد مقامات پر جیتے جاگتے انسانوں کے جسم بھاپ بن کر تحلیل ہوگئے، یہاں تک کہ ان کی قابلِ شناخت باقیات بھی دستیاب نہ ہوسکیں۔غزہ کی سول ڈیفنس کے مطابق سائنسی شواہد (Forensic) کی بنیاد پر ترتیب دی جانے والی دستاویزات میں کم از کم 2ہزار842 ایسے افراد کی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں ’’evaporated‘‘ کہا جاسکتا ہے، یعنی تباہ شدہ مقامات سے ان کی کوئی قابلِ شناخت جسمانی باقیات نہیں مل سکیں۔

ان دعووں کی آزادانہ بین الاقوامی تصدیق ایک پیچیدہ اور متنازع معاملہ ہے، لیکن اگر شہری آبادی پر اس نوعیت کے ہتھیاروں کا استعمال ثابت ہوگیا تو اس کا ذمہ دار کسے قرار دیا جائے گا اور اس کی سزا کون بھگتے گا؟

کیا عسکری دباؤ سے سیاسی نتائج نکل سکتے ہیں؟

خوفناک ہتھیاروں کے بہیمانہ استعمال، جیلوں میں تشدد کی تشہیر اور صدر ٹرمپ کی جانب سے مزاحمت کاروں کے غیر مسلح نہ ہونے کی صورت میں پٹی پر جہنم کے دروازے کھول دینے کی دھمکیوں کے باوجود مزاحمت سرنگوں ہونے کو تیار نظر نہیں آتی۔مجلسِ السلام (Board of Peace) نے بہت طمطراق سے غزہ کے انتظام کے لیے 12 رکنی قومی کمیٹی (NCAG) تشکیل دی ہے، جو غزہ جا کر پٹی کا اقتدار سنبھالے گی۔لیکن شیر کی کچھار میں قدم رکھنا آسان نہیں۔9 فروری کو قاہرہ میں NCAG کے طویل اجلاس کے بعد فیصلہ ہوا کہ کمیٹی اس ہفتے غزہ نہیں جائے گی۔امریکہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ مزاحمت کاروں سے براہِ راست بات چیت کے بغیر کوئی تصفیہ ممکن نہیں۔واشنگٹن میں معاہدۂ امن پر دستخط کردینے سے امن قائم نہیں ہوگا۔

مطالبۂ تحلیلِ اسلحہ (Disarmament) سے پسپائی؟

مستضعفین کی استقامت اور متکبرین کی جزوی پسپائی کا اندازہ نیویارک ٹائمز میں شایع ہونے والی ایک رپورٹ سے بھی ہوتا ہے، جس کے مطابق واشنگٹن میں ایک ایسے فارمولے پر غور ہوا جس کے تحت مزاحمتی قوتوں کو محدود نوعیت کے چھوٹے ہتھیار رکھنے کی اجازت ہو جبکہ بھاری اسلحہ مرحلہ وار ترک کیا جائے۔تحلیلِ اسلحہ کے اس منصوبے

میں مبینہ ترمیم امریکی و اسرائیلی تکبر میں شگاف کی علامت اور اس بات کا بالواسطہ اعتراف ہے کہ بہیمانہ فوجی کارروائی، منظّم نسل کشی اور بھوک و موسم کا ہتھیار اہلِ غزہ کو جھکانے میں ناکام رہا۔ یا یوں کہیے کہ اہلِ غزہ کے پُرعزم صبر نے جبر کو اپنے مؤقف میں نرمی پر مجبور کر دیا۔

بین الاقوامی مداخلت کی بحث اور ISF

فلسطینی مزاحمت کاروں نے غزہ میں غیر ملکی فوج کی تعیناتی مشروط انداز میں قبول کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ نیوز ویک کے مطابق ان کے ترجمان باسم نعیم نے کہا کہ ہمیں غزہ میں بین الاقوامی افواج کی آمد پر کوئی اعتراض نہیں، بشرطیکہ وہ سرحد کے ساتھ دونوں فریقوں کے درمیان ایک حائل (بفر) فورس کے طور پر کام کریں اور فلسطین کے شہری، عسکری وحفاظتی اور سیاسی و انتظامی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کریں۔ بیان میں متنبہ کیا گیا کہ اگر بین الاقوامی افواج نے اس حد سے تجاوز کیا تو فلسطینی انہیں ''قبضے کے متبادل'' کے طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ کچھ ذرائع کے مطابق انڈونیشیا نے اصولی طور پر ISF میں کردار ادا کرنے میں دلچسپی ظاہر کی ہے، تاہم تاحال کسی وسیع البنیاد بین الاقوامی تعیناتی کا حتمی اعلان نہیں ہوا۔

مغربی کنارے کی صورتِ حال اور علاقائی ردِعمل

مغربی کنارے (West Bank) میں زمین کی ملکیت اور انتقالِ اراضی قوانین میں تبدیلی کے اسرائیلی فیصلے پر مسلم دنیا، یورپی یونین، حتیٰ کہ امریکہ بہادر کی ''تشویش'' کے باوجود الحاق (Annexation) کے منصوبے پر کام شروع ہو چکا ہے۔ مغربی الخلیل (Western Hebron) سے بجلی کا نظام ختم کرنے کے لیے فوج نے رہائشیوں کو نوٹس جاری کر دیے ہیں۔ بجلی و پانی منقطع ہونے کے بعد مکینوں کے لیے گھر خالی کرنے کے سوا چارہ ہی کیا رہ جائے گا!

عدالتی محاذ اور اظہارِ رائے کی حدود

امریکہ کی طرح برطانیہ میں بھی فلسطینیوں کے حق میں مظاہرہ کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات جاری ہیں، تاہم 13 فروری کو عدالتِ عالیہ (High Court) نے 'فلسطین ایکشن' پر عائد پابندی کو کالعدم قرار دے دیا۔ جسٹس وکٹوریہ شارپ کے فیصلے کو ماہرینِ قانون، آزادیِ اظہار کے باب میں اہم نظیر قرار دے رہے ہیں۔

اسرائیل کے اندر مذہبی و سیکولر کشمکش

اسرائیل کے اندرونی منظرنامے میں بھی کشیدگی برقرار ہے۔ 11 فروری کو اسرائیلی حریدی جماعت یونائیٹڈ توراہ جوڈازم (United Torah Judaism) کے ایک اہم دھڑے ڈیگل ہاتوریت (پرچمِ توریت) کے

روحانی پیشوا ربی ڈیوڈ لینڈ و نے دوٹوک اعلان کیا کہ حکومت مانے یا نہ مانے ایک بھی یشیوا (حفظِ توریت کے مدارس) طالب علم فوج میں نہیں جائے گا۔ توریت کے علما کی جگہ یشیوا اور کولیل (علما کی خانقاہیں) ہیں، میدانِ جنگ نہیں۔ یہ کشمکش اسرائیلی سماج میں سیکولر اور مذہبی طبقوں کے درمیان پہلے سے موجود خلیج کو مزید نمایاں کرتی ہے۔

قیادت، کردار اور سیاسی اخلاقیات

قدامت پسندوں کے ساتھ اسرائیلی قیادت کو Epstein Files کے انکشافات پر بھی شرمندگی کا سامنا ہے۔ اس حوالے سے ایک ہفتہ قبل یہ خبر سامنے آئی تھی کہ سابق اسرائیلی وزیر اعظم ایہود باراک (Ehud Barak) نے روسی صدر ولادیمیر پیوٹن سے گفتگو میں اعتراف کیا کہ فلسطینی آبادی کا فطری اضافہ اسرائیل کے لیے ایک تزویراتی کمزوری ہے۔ جس پر تجزیہ نگاروں نے غزہ میں جاری نسل کشی اور غربِ اُردن میں قبضہ گردی کو اس زاویے سے دیکھنا شروع کر دیا۔ حالیہ بیان میں جناب باراک نے جیفری اپسٹین سے ملاقات پر افسوس کا اظہار کیا۔ ندامت کس بات پر ہے، ملاقات پر؟ یا اس بات پر کہ ملاقاتیں منظرِ عام پر آ گئیں؟

غزہ کا بحران محض ایک جنگ نہیں بلکہ طاقت اور استقامت، بیانیہ اور حقیقت، اور خوف اور اعتماد کی طویل کشمکش ہے۔ عسکری قوت وقتی برتری تو فراہم کرسکتی ہے، مگر مستقل استحکام سیاسی بصیرت، قانونی توازن اور سفارتی جرأت کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر مکالمے کی راہیں مسدود رہیں تو یہ تصادم صرف سرحدوں تک محدود نہیں رہے گا بلکہ پورے خطے کے سیاسی اور سماجی مستقبل کو متاثر کرے گا۔ سوال یہ نہیں کہ کون وقتی طور پر غالب ہے، بلکہ یہ ہے کہ کون پائیدار امن کی سمت قدم بڑھانے کا حوصلہ رکھتا ہے۔　(فرائیڈے اسپیشل 20 فروری 2026ء)

★......★......★

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

عطاء محمد جنجوعہ

مشرقِ وسطیٰ کا محاصرہ

یہودی، عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے نظریہ کے مطابق نجات دہندہ کے منتظر ہیں کہ وہ دیگر اقوام پر غلبہ پا کر اپنی حکومت قائم کرے گا۔ ان میں سے یہودی اور عیسائی اپنے مسیح کی آمد کے لیے بے تاب ہیں اور اس کے استقبال کے لیے متحرک افعال ہیں۔ لیکن امت مسلمہ کی سرگرمی سوالیہ نشان ہے؟

قومِ یہود اس وہم میں مبتلا تھی کہ مسیح علیہ السلام اپنے ساتھ لشکر لے کر آئیں گے جو یروشلم کو فتح کرے گا۔ دنیا بھر کے یہودیوں کو وہاں آباد کرے گا۔ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مبعوث ہوئے تو اُن کی امیدوں پر پانی پھر گیا کہ وہ تن تنہا تھے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کے دجل وفریب پر تنقید کی اور اخوت ومحبت کا درس دیا تو وہ اُن کے دشمن بن گئے۔

چنانچہ یہودی آج بھی ایسے مسیحا کی آمد کے منتظر ہیں جو اُن کے لیے نیل سے لے کر فرات تک کے علاقہ پر حکومت قائم کرے گا۔ ان کے دین کی تصدیق کرے گا اور ان کو مصیبتوں سے نجات دلائے گا۔ اور دنیا میں انہیں سرفراز کرے گا، اس بنا پر وہ انتقام لینے والے مسیحا کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ وہ یقیناً مسیح الدجال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے شر سے بچنے کے لیے امت کو اللہ کی پناہ طلب کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ دجال کے معنی شعبدہ باز فریب دینے والا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح شیطان کو طلب کرنے پر قیامت تک کی مہلت دی ہے اسی طرح دجال کو بھی بعض صلاحیتیں دے گا وہ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرے گا تا کہ اپنے بندوں کے ایمان کو آزما سکے۔ دجال یہودی قوم کا سپہ سالار بن جائے گا وہ مسلمانوں کے خلاف ملت کفر کی قیادت کرے گا۔

چونکہ یہودی یورپ میں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ انہوں نے عیاری اور ہوشیاری سے عیسائیوں کو ہم نوا بنا لیا۔ چونکہ عیسائی قوم مذہبی بنیاد پر یہودیوں کو دشمن نمبر ایک سمجھتی تھی۔ چنانچہ صیہونی گماشتہ نے مذہب کو بے دخل کرنے کے لیے نظریہ تراشا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ ارتقائی طور پر خود پیدا ہوا ہے۔ اس بنا پر انہوں نے سیکولر سیاسی نظام وضع کیا جس میں کامیابی کے لیے نوٹ اور ووٹ کی ضرورت شدید ہوتی ہے اس بنا پر ووٹ کے لحاظ سے ان کی قدر و قیمت عیسائیوں کے برابر ہوگئی اور سرمایہ کے بل بوتہ پر اُن کی اہمیت عیسائیوں سے بھی بڑھ گئی۔ علاوہ ازیں انہوں نے انجیل میں تحریف کر دی کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو اس وقت یہودی اُن پر ایمان لائیں گے۔ اس بنا پر یورپ کی پارلیمنٹ اور امریکہ کی کانگرس میں ان کو مقبولیت حاصل ہوگئی یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کے وزیر خارجہ لارڈ بالفور نے فلسطین پر قبضہ کا معاہدہ بالفور ڈکلیریشن پیش کیا جس کی بنیاد پر اسرائیل کی ریاست قائم ہوئی۔

برطانیہ کے بعد امریکہ طاغوت کا نمائندہ بن کر نمودار ہوا۔ جس نے اسرائیل کو مضبوط و مستحکم کرنے میں مالی و عسکری سپورٹ فراہم کرتا آ رہا ہے۔ اقوام متحدہ میں فلسطینیوں کے حق میں ہر قرارداد کو ویٹو کرتا رہا۔ مصر نے اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مزاحمت کی تو امریکہ نے اُسے کیمپ ڈیوڈ کے معاہدہ کی زنجیر میں جکڑ دیا۔

شاہ فیصل نے فلسطین کے حق میں دھمکی آمیز بیان جاری کیا تو اس کو شہید کر دیا گیا۔ صدام حسین نے جرأت کا مظاہرہ کیا تو اُس کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ چونکہ گریٹر اسرائیل کے منصوبہ میں دیگر عرب علاقوں کے علاوہ مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ اسرائیل کو عرب پر ممکنہ حملہ کی صورت میں خطرہ لاحق ہوا کیونکہ روس اور امریکہ کی سرد جنگ کے دوران عرب ریاستیں معاشی طور پر خوشحال اور اسلحہ خرید کر قدرے مستحکم ہوگئیں۔ اس وقت مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے ردعمل پر مسلم دنیا او آئی سی کے پلیٹ فارم پر متحد ہو چکی تھی۔ چنانچہ اسے خوف و خطرہ حائل ہوا کہ گریٹر اسرائیل کے نقشہ میں عرب علاقوں پر حملہ کی صورت میں مسلم امہ متحد ہو کر مزاحمت کرے گی۔ اُس نے امریکی حکومت میں خدشات ظاہر کیے۔

امریکہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ حملہ کی صورت میں اگر اسرائیل کی حمایت کی تو عرب خطہ میں اس کے مفاد کو ٹھیس پہنچے گی بصورت دیگر اسرائیل کی حمایت نہ کی تو امریکہ میں یہودی لابی کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چونکہ صیہونی تھنک ٹینک امت مسلمہ کے نظریاتی اختلاف سے بخوبی واقف تھے انہوں نے لڑاؤ اور قومی مفاد حاصل کرو کی پالیسی اختیار کی۔

امت مسلمہ کا نظریہ ہے کہ دجال کی جنگوں کے دور میں اللہ تعالیٰ خطہ عرب سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ظاہر کریں گے۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔ جن کا نام ’’محمد بن عبداللہ‘‘ ہوگا، وہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ظاہر ہوں گے اور اتفاق رائے سے عالم اسلام کے قائد کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔ دجال کا مقابلہ کریں گے۔ رب کی دھرتی پر ظلم و بربریت کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کا نظام رائج کریں گے۔ اگرچہ مسلمانوں کو امام مہدی علیہ السلام کی قیادت میں یہودیوں کے مقابلہ میں بے پناہ کامیابی حاصل ہوگی تاہم دجال کا خاتمہ نہیں ہوگا کیونکہ دجال کا خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے ہوگا۔

دجال سے جنگ کے دور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کی مسجد میں فجر نماز کے دوران سفید مینار پر فرشتوں کے سہارے اُتریں گے۔ یہودی دجال کا ساتھ دیں گے جبکہ عیسائی قوم دل و جان کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور ساتھ دیں گے۔ کفر زمین سے مٹ جائے گا۔ صلیب اور جزیہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کائنات میں خلافت علی منہاج النبوت کا نظام قائم کریں گے۔

ایران کی ولایت فقیہ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی گیارہویں امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ کم سن عمر میں غار کے اندر روپوش ہو گئے۔ اہل ایران اور ان کے ہم نوا طبقہ امام مہدی غائب کے ظہور کا بے

تابی سے منتظر ہے وہ آ کر حق غصب کرنے والوں سے انتقام لے اور نبی رحمت ﷺ جن پر حد جاری نہیں کر سکے ان پر حد جاری کر کے عدل وانصاف کے تقاضے بروئے کار لائے۔

چنانچہ امریکہ نے اسرائیل کے خدشہ کے پیش نظر مسلم دنیا کو دو بلاکوں میں تقسیم کرنے کی ٹھان لی۔ رضا شاہ پہلوی تھا وہ جعفری مگر سیکولر۔ مسلم دنیا سے اُس کے تعلقات نارمل تھے چونکہ اس کے دور میں ایران فحاشی کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اس بنا پر مذہبی طبقہ رضا شاہ کے اقدامات کے خلاف تھا۔ جنہوں نے مزاحمت کی حکومت نے ان کو ملک بدر کر دیا۔ ان میں خمینی لیڈر بھی تھا۔ جس نے پیرس میں بیٹھ کر ایران میں انقلاب کی راہ ہموار کی۔ امریکہ نے اپنے چہیتا شاہ کی حمایت ترک کر دی بلکہ اُسے ملک سے فرار ہونے کا مشورہ دیا۔ قائد انقلاب خمینی امام غائب کا نمائندہ بن کر بذریعہ ائیر فرانس ایران پہنچ گیا۔ اہل ایران نے اس کا پر جوش استقبال کیا۔

انقلابی قیادت نے مشرق وسطیٰ میں ولایت فقیہہ کو لانچ کرنے کے لیے پراکسی وار شروع کر دی۔ چنانچہ عرب ریاستوں کے حکمران طبقہ کو اقتدار کا دیا ٹمٹماتا ہوا نظر آیا تو انہوں نے ایران اور عراق کی ممکنہ یلغار سے بچاؤ کے لیے امریکہ سے فوج طلب کر لی۔ امریکی فوج نے عرب ریاستوں کے مختلف مقامات پر مستقل اڈے قائم کر لیے۔ اس صورت حال میں اسرائیل کو عرب ریاستوں سے مزاحمت کا خطرہ نہ رہا۔ تاہم گریٹر اسرائیل کے منصوبہ میں ایران سے خطرہ بدستور رہا کیونکہ ایران کی قیادت اپنے نجات دہندہ کے استقبال کے لیے مشرق وسطیٰ پر اجارہ داری قائم کرنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کا امریکہ سے اصرار ہے کہ وہ ایران پر دباؤ ڈال کر میزائل ٹیکنالوجی کو رول بیک کرے اور رجیم چینج کر کے سیکولر قیادت کو برسر اقتدار لانے کے اسباب مہیا کر دے۔

امریکہ نے ایران میں آزادی رائے کی حق تلفی کا بہانہ تراش کر ابراہیم لنکن روانہ کر دیا جو ایرانی ساحل سے سات سو کلومیٹر کے فاصلہ پر لنگر انداز ہے، اس سے بھی بڑا بحری بیڑہ ایران کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ امریکی نیوی کا تہائی اور فضائی فورس کا چوتھائی حصہ ایران پر حملہ کے لیے چوکس ہے۔ امریکی صدر ایران کو تباہ کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ ایرانی قیادت نہایت جرات سے ردعمل ظاہر کر رہی ہے کہ ہم اسرائیل اور عرب خطہ میں امریکی اڈوں پر میزائل برسائیں گے اور ایران کی زمین کو امریکہ اور اسرائیل کا قبرستان بنا دیں گے۔ چین و دیگر ممالک سے ایران کو اسلحہ کی سپلائی جاری ہے۔ اب اُس نے پہلے کی نسبت کافی مستحکم دفاعی قوت حاصل کر لی ہے۔

عمان ممکنہ جنگ روکنے کے لیے ثالثی کردار ادا کر رہا ہے۔ ایران پرامن مقاصد کے لیے یورینیم کی افزودگی کو بیس فی صد تک کرنے پر رضا مند ہو گیا۔ جبکہ امریکہ صفر درجہ پر لانے پر بضد ہے جبکہ اسرائیل کا اصرار ہے کہ ایران میزائل ٹیکنالوجی کو ختم کر دے۔ یورینیم کی افزودگی اور میزائل ٹیکنالوجی سے دستبرداری تو ایران کی دفاعی شاہ رگ کو

کاٹنے کے مترادف ہے۔ ایران امریکہ جنگ ہوگی یا نہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے چونکہ اس وقت امریکی بحری بیڑوں میں فضائی و بحری قوت کی طرح بری قوت شامل نہیں۔ اس بنا پر میرا گمان ہے کہ افغانستان اور عراق کی طرح ایران کے خلاف طویل دورکی جنگ برپا نہ ہوگی۔ البتہ پہلے کی طرح ایران پر جزوی فضائی حملے ضرور ہوں گے۔ جس سے ایٹمی و میزائل پلانٹ متاثر ضرور ہوں گے۔ ہائی قیادت بھی ہٹ لسٹ پر ہوگی، تاہم دیہی وشہری آبادی کے علاقے محفوظ رہیں گے۔ اس کے ردعمل میں ایران کے میزائل اسرائیل میں تباہی مچائیں گے کہ یہاں تک کہ اس کے بنکر بھی محفوظ نہ رہیں گے۔ اس کے ساتھ عرب ریاستوں میں امریکی فوجی اڈے ہدف بنیں گے۔ امریکہ اس دوران ایران میں پراکسی گروپ کو حرکت میں لاکر سول وار کی صورت میں رجیم چینج کرنے کی تگ ودو کرے گا۔

اعتدال پسند ممالک بیچ میں آکر جنگ بند کرادیں گے مگر امریکی بحری بیڑے واپس نہیں جائیں گے بلکہ وہ قومی و صہیونی مفاد کے لیے موجود رہیں گے۔ کیونکہ بحری بیڑوں نے آبی گزرگاہوں پر کنٹرول حاصل کرکے ایران سمیت مشرق وسطیٰ خصوصاً خلیجی ریاستوں کو قلعہ نما شہر کی طرح محاصرہ کرلیا ہے۔ مسلم جرنیلوں نے جنگوں کی بدولت مال غنیمت حاصل کیا۔ کسریٰ کے کنگن بیت المال میں جمع ہوئے۔ مخبر صادق ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پورے آئے جس طرح مسلم سپہ سالاروں کے جہاد کا ہدف اللہ کے کلمہ کی سربلندی تھا، مالی مفاد کو ثانوی حیثیت حاصل تھی۔ اسی طرح طاغوتی قوتوں کے سرغنہ امریکہ کا اوّلین الحادی نظام کا پرچار ہے، مالی مفاد کو ثانوی درجہ حاصل ہے۔

امریکہ نہ صرف ایران بلکہ عرب ریاستوں میں رجیم چینج کرے گا۔ عدالتوں میں شرعی قوانین کے آثار اور معاشرہ سے پنچایتی نظام درہم برہم کردے گا۔ اس طرح الہامی کی بجائے عوامی مرضی کا راج قائم کرے گا۔

قبل ازیں عرب ریاستوں میں سیاحت کی آڑ میں سیاحتی مرکزوں اور ادبی وثقافتی پراگراموں میں مخلوط ماحول کے وافر موقع میسر ہیں۔ محاصرہ کے دوران آزادی نسواں کی تحریک ''میری مرضی'' کو تقویت حاصل ہوگی۔ دبئی کی طرح دیگر عرب ریاستیں بھی بین الاقوامی سیاحوں کی آمدورفت کا محور بن جائیں گی۔

امریکہ محاصرہ کے دوران مالی مفاد بھی حاصل کرے گا۔ عرب ریاستوں کا ذریعہ آمدن تیل ہے اُن کے ہاں اجناس کی قلت اور اشیاء کی دستیابی کے لیے پیداواری یونٹ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ وہ تیل برآمد کرکے خورد ونوش اور آرام وآرائش کی اشیاء درآمد کرتے ہیں۔ جب تیل کی نکاسی اور قیمتوں کا تعین امریکی مرضی سے ہوگا تو ایران اور عرب ریاستیں معاشی بحران سے یقیناً دوچار ہوں گی۔ افریقہ میں قیمتی معدنی ذخائر سے مالا مال علاقوں میں غذائی اجناس کی قلت ہوگئی، وہ بھوک کی شدت سے بچاؤ کے لیے سامراجی قوتوں کے مطیع ہوگئے۔ امریکی حکومت ایران اور خلیجی ممالک کا محاصرہ کرکے ان کو معاشی بحران اور غذائی قحط سے دوچار کرنا چاہتی ہے تاکہ وہ مجبور ہوکر اسرائیل

کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔ جب مشرق وسطیٰ میں جنگی اسلحہ سے لیس امریکی بحری بیڑے موجود ہوں گے تو مسلم ممالک اپنی اپنی ریاست کی خیر وسلامتی کی فکر کریں گے تو اُس دور میں اسرائیل امریکی حکومت کی سرپرستی میں گریٹر اسرائیل کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ وہ کسی مسلم جرنیل کو سلطان صلاح الدین ایوبی کی فنی صلاحیتوں سے مزین کرنے پر قادر ہے۔

قابل غور پہلو ہے امریکہ اسرائیل اور ایران اپنے اپنے نجات دہندہ کی آمد کے لیے بے تاب ہیں اور اس کی نصرت کے لیے فوجی قوت بروئے کار لا کر استقبالیہ سٹیج تیار کر رہے ہیں۔ ان کے برعکس اہل عرب اپنے نجات دہندہ کی آمد پر یقین تو رکھتے ہیں لیکن آپس میں الجھے ہوئے ہیں اور طاغوتی فتنوں سے بچنے کے لیے دوسروں سے دفاعی معاہدے کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عجمی و عربی ممالک اتحاد امت کا عملی مظاہرہ کریں اور طاغوتی بیڑہ کو سمندر میں غرق کرنے کی تدبیر کریں۔

خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد میں رومیوں کو میدان جنگ میں پے در پے شکست ہوئی۔ بحیرہ روم کے ساحلوں پر اسلامی بحری بیڑے کے غلبہ کے بعد اُن کے ساحل خطرہ میں پڑ گئے۔ قسطنطین نے فیصلہ کن بحری جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ رومی جنگی جہاز اور ایک ہزار جنگی کشتیاں لے کر مقابلہ کے لیے نکلا جبکہ مسلمانوں کے پاس صرف ۱۲۰۰ جنگی کشتیاں تھیں۔ امیر لشکر عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر غوطہ زن پانی میں گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کی کشتیوں کو رومیوں کی کشتیوں کے ساتھ مضبوط رسوں سے باندھ دیا۔ بارہ سو کشتیوں کا دالان میدان جنگ بن گیا۔ سنگین مقابلے کے باوجود رومی بحری بیڑہ شکست کھا گیا۔ اس جنگ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور لاتعداد رومی مارے گئے۔ مؤرخ طبری کے بقول اس معرکہ ذات الصواری میں پانی پر خون غالب آ گیا۔ کل تک جو سمندر بحیرہ روم کہلاتا تھا آج اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا، مسلمان قبرص کے سسلی کے جزائر فتح کرتے ہوئے اٹلی اور فرانس تک جا پہنچے۔

اے عربوں کے غیور نوجوانو! تمہارے اسلاف نے رومی بحری بیڑے کو شکست سے دوچار کیا۔ عجمیو! تمہارے سرفروشوں نے ٹینکوں تلے سر دے کر دشمن کی فوج کو واپس پلٹنے پر مجبور کیا۔ عرب و عجم کے مسلم جرنیلو! اپنے اسلاف کی طرح فوجی تدبیر بروئے کار لا کر طاغوتی بیڑے کو واپسی کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کریں اور آبی گزرگاہوں پر تسلط قائم کرنے کے لیے بحری قوت میں اضافہ کریں۔ قبلہ اوّل کی آزادی کو اپنا ماٹو بنا کر دعوت و جہاد کا پرچم بلند کریں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

القاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی: ۴۱۵ھ) ترجمہ: صبیح ہمدانی (قسط نمبر 20)

نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں؟

(ترجمہ وترتیب: تثبیت دلائل النبوۃ)

باب: قرآن شریف کا معجزہ (گذشتہ سے پیوستہ)

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ بھی کسی کے پاس طالب علمی کی ہوتی تو یہ بات ہر ایک کو معلوم ہوتی، کیونکہ یہ معاملہ چھپنے والا نہیں ہے۔ چنانچہ آپ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ نے شاید خفیہ طور پر طالب علمی کی ہو اور کسی کو پتہ نہ چلا ہو اتنا ہی احمقانہ ہے جتنا کہ کوئی یہ کہے کہ آپ معاذ اللہ کبھی یہودی تھے پھر بیت المقدس گئے تھے، یا کبھی آپ نصرانی ہوئے تھے اور ان کے علاقوں میں روم وغیرہ میں مقیم رہ کر ان کے رسموں رواجوں کو سیکھ کر آئے تھے اور یہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلا، نہ آپ کے گھر والوں اور بیویوں کو اور نہ آپ کے دوستوں دشمنوں کو۔ کیسی واضح طور پر غلط بات ہے۔

اس پر غور کرنا چاہیے، اللہ تم پر رحم کرے، بے شک قرآن مجید انتہائی عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی ایک معجزے کے سوا کوئی دلیل نہ ہوتی تو یہی کافی ہوتا۔ دیکھو تو قرآن شریف میں جہاں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے وہاں اللہ تعالی کیسے فرماتے ہیں: **تلک من أنباء الغیب نوحیها إلیک ما کنت تعلمها أنت ولا قومک من قبل هذا فاصبر إن العاقبة للمتقین** ۔ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کو وحی کے ذریعے بتلائی ہیں، آپ اور آپ کی قوم اس سے پہلے ان باتوں کو نہیں جانتے تھے۔ پس (اپنی قوم کی مخالفت پر) آپ صبر فرمائیے انجام بے شک متقیوں ہی کا ہے۔ [سورۃ ہود، آیت نمبر: ۴۹] دیکھو کیسے صراحت کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ یہ باتیں نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم، پھر اس آیت کو ہر دوست دشمن کے سامنے پڑھا جا رہا ہے۔ (یعنی اگر آپ نے کہیں سے ان باتوں کو سیکھا ہوتا تو آپ کے دوست دشمن دونوں کہتے یہ آیت تو غلط ہے)۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالی کے ارشادِ گرامی کو دیکھو: **ذلک من أنباء الغیب نوحیه إلیک، وما کنت لدیهم إذ أجمعوا أمرهم وهم یمکرون.** ترجمہ: یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم نے آپ کو وحی کیا، آپ ان کے پاس موجود تو نہ تھے جس وقت وہ اپنی چال بازیوں میں معاملہ طے کر رہے تھے۔ [سورہ یوسف، آیت نمبر: ۱۰۲]۔ اس سے آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کی دلیل بالکل واضح ہے اور آپ کی حجت قائم ہے چاہے یہ تسلیم نہ کریں۔ آپ کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جو آپ کی اتباع نہیں کرتے ان کے پاس کوئی درست سبب نہیں ہے۔ آپ سے پہلے بھی بہت سے سچے لوگوں کی بات نہیں مانی گئی

حالانکہ وہ واضح دلائل لائے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ فرماتے ہیں: **وما أكثر الناس ولو حرصت بمؤمنين، وما تسألهم عليه من أجر إن هو إلا ذكر للعالمين. وكأين من آية فى السماوات والأرض يمرُّون عليها وهم عنها معرضون.** ترجمہ: چاہے آپ جتنی بھی خواہش فرمایئے [ان میں سے] اکثر لوگ ایمان نہیں لانے والے۔ حالانکہ آپ ان سے [کارِ نبوّت] پر کوئی اجرت بھی نہیں مانگتے، یہ تو سب جہان والوں کے لیے محض ایک یاددہانی ہے۔ اور آسمان وزمین میں کتنی ہی آیات ونشانیاں ہیں جن پر سے یہ گزرتے ہیں اور ان پر توجہ تک نہیں کرتے۔ [سورۃ یوسف آیت نمبر:۱۰۴، ومابعد]

پھر دیکھو کس طرح اللہ تعالی وضاحت وصراحت کے ساتھ استدلال کرتے ہیں کہ آپ کا سارا علم صرف اور صرف وحی پر مبنی ہے۔ اور کیسے اس بات کو دوست دشمن کے سامنے کھل کر بتایا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کوئی کتاب یا کوئی نوشتہ پڑھا تک نہیں تھا اور آپ ان باتوں سے بالکل بے توجہ تھے۔ فرماتے ہیں: **وما كنت تتلو من قبله من كتاب ولا تخطُّه بيمينك إذا لارتاب المبطلون** ۔ترجمہ: آپ اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتے تھے نہ آپ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے، [کہ] اس وقت یہ باطل پرست کچھ شک کر سکتے۔ [سورۃ العنکبوت، آیت نمبر:۴۸]

اسی طرح سورۃ یوسف کے شروع میں فرمایا ہے کہ: **نحن نقصُّ عليك أحسن القصص بما أوحينا إليك هذا القرآن وإن كنت من قبله لمن الغافلين.** ترجمہ: ہم آپ کو بہت اچھا قصہ بیان کرتے ہیں اس لیے کہ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن وحی کیا ہے، اور آپ اس سے پہلے بے شک بے خبروں میں سے تھے۔ [سورۃ یوسف، آیت نمبر:۳]، پھر سورت کے آخر میں فرماتے ہیں: **لقد كان فى قصصهم عبرة لأولى الألباب، ما كان حديثا يفترى، ولكن تصديق الذى بين يديه وتفصيل كلِّ شىء وهدىً ورحمة لقوم يؤمنون.** ترجمہ: یقیناً ان لوگوں کے حالات میں عقل مندوں کے لیے عبرت ہے، (یہ قرآن) کوئی خود سے گھڑی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تصدیق کرتا ہے اُس کلام کی جو اس سے پہلے ہے، اور یہ ہر چیز کا بیان اور ہدایت ورحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ [سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۱۱]۔ سورۃ القصص میں بھی اللہ تعالی کا ایک قول مبارک قابل غور ہے، فرماتے ہیں: **وما كنت بجانب الغربى إذ قضينا إلى موسى الأمر وما كنت من الشاهدين. ولكنّا أنشأنا قرونا فتطاول عليهم العمر وما كنت ثاويا فى أهل مدين تتلو عليهم آياتنا ولكنا كنا مرسلين. وما كنت بجانب الطور إذ نادينا ولكن رحمة من ربك لتنذر قوماً ما أتاهم من نذير من قبلك لعلهم يتذكرون** ۔ترجمہ: آپ غربی جانب میں موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا اور آپ اس واقعے کو دیکھنے والے نہ تھے، لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں پھران پر مدت دراز گزاری، آپ تو مدین والوں میں بھی نہیں ٹھہرے تھے کہ انھیں ہماری آیتیں سناتے، لیکن ہم رسول بھیجتے رہے۔

آپ تو طور کے کنارے پر بھی نہیں تھے جب ہم نے آواز دی لیکن آپ کے رب کی یہ خاص رحمت ہوئی (کہ آپ کو قرآن شریف میں وحی کے ذریعے یہ سب علوم عطا ہوئے) تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرسنائیں جن کے پاس پہلے کوئی ڈرانے والا (نبی ورسول) نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرسکیں۔[سورۃ القصص، آیت نمبر:۴۴ تا ۴۶]اب اس استدلال پر غور کرو کہ کیسے (ہر دوست دشمن کے سامنے) یہ کہا جارہا ہے کہ آپ کے علوم کا کوئی ظاہری سبب سرے سے موجود نہیں اور آپ نے ان معارف ومعلومات کو محض اللہ کی پاک وحی ہی کے ذریعے سے حاصل کیا ہے۔اسی طرح سورہ طٰہٰ میں فرماتے ہیں:**وقالوا لولا يأتينا بآية من ربّه أول لم تأتهم بيّنة ما في الصحف الأولى.** ترجمہ:اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس اپنے رب سے کوئی نشانی کیوں نہیں لے کر آتے؟ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی گواہی نہیں پہنچی؟[سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر:۱۳۳](یعنی قرآن شریف میں پہلی کتابوں کی تصدیق اور موافق معلومات بلکہ ان سے بڑھ کر حقائق کا اظہار اس بات کی کافی نشانی نہیں ہے کہ آپ کے علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور آپ اپنے دعوائے نبوت میں اصدق القائلین ہیں؟)۔

اس طرح کی آیات میں ابن الراوندی ملحد نے طعن کیا اور کہنے لگے کہ آپ کی معلومات آپ کی نبوت کی دلیل نہیں بن سکتیں کیونکہ یہود بھی ان معلومات کے حامل تھے۔مگر یہ طعن سراسر جہل وحماقت پر مبنی ہے، کیونکہ یہود کے پاس اگر کچھ صحیح غلط معلومات تھیں تو انھوں نے وہ اپنی کتب پڑھ لکھ کر سیکھی تھیں اور اپنے ان آباؤاجداد سے لی تھیں جو خود ان واقعات کے وقت حاضر وموجود تھے، چنانچہ اس میں کوئی اعجاز کا پہلو نہیں تھا تو یہ ان کے لیے کوئی دلیل نہیں بن سکتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان باتوں کو کسی کتاب میں پڑھا نہ کبھی لکھنا سیکھا نہ یہود سے یا کسی اور سے کوئی علم حاصل کرنے کے لیے طالب علمی کی، پس یہ معجزہ ہے اور یہ ساری دنیا کے سامنے آپ کی حجّت ہے۔اگر کوئی شخص نبوت کا مدعی ہو اور پھر تمھیں ایک ایسی کتاب کی معلومات کے بارے میں ٹھیک ٹھیک اطلاعات دے جو تمھارے پاس ہو اور اس نے کبھی دیکھی پڑھی نہ ہو، تم ہی اس سے واقف ہو، اور اطلاعات بھی ایسی فراہم کرے جو اتفاق اور ظن و تخمین سے ادراک نہیں کی جاسکتیں، تو یہ اس شخص کی دلیل ہوگی نہ کہ تمھاری دلیل۔یہ تو سیدھا سیدھا غیب کے بارے میں خبر دینا ہے۔مگر اس ملحد پر اپنی جہالت کی شدت کی وجہ سے ایسی واضح بات بھی نہیں کھلی۔اگر بعض اہل ادیان اس ملحد کو پڑھا لکھا نہ سمجھتے تو میں اس کے اعتراضات کو ذکر بھی نہ کرتا کیونکہ وہ بالکل رکیک ہیں۔لیکن اس کے بعض شبہات نے کچھ اہل علم کو بھی پریشان کر رکھا ہے، خاص طور پر رافضی، جبری اور تشبیہی باطل فرقے اپنے نقصِ عقل کی وجہ سے اس کے بعض وسوسوں پر بہت خوش ہوتے ہیں، چونکہ خود غبی ہیں اس لیے اس کو سمجھ دار سمجھتے ہیں۔بعض یہود و نصاریٰ بھی اس کو بڑا فطین فہیم سمجھتے ہیں، خیر ان کا تو معاملہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اسلام دشمن ہو، اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ادبی سے یاد کرتا ہو وہ اسے فوراً گلے سے لگالیتے ہیں۔

(جاری ہے)

محمد بن احمد الفاسی رمترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر (قسط:12)

الجواهر السنية فی السيرة النبوية

وفد بنوثقیف

پھر رمضان سن 9ھ میں بنوثقیف کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اسی طرح دیگر وفود بھی حاضر ہوتے رہے جن کے نام مغلطائی نے بیان کیے ہیں اور پھر درندوں اور بھیڑیوں کے وفود کے آنے کا بھی ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان بن حربؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بنوثقیف کے بت طاغیہ (جسے لات بھی کہا جاتا ہے) اور دیگر بت گرانے کے لیے روانہ فرمایا، ان دونوں اصحاب نے وہ بت گرائے اور مال غنیمت حاصل کیا۔

حج ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں تین سو صحابہ کرامؓ کی جماعت نے حج کی سعادت حاصل کی، ان کے ہمراہ 20 قربانی کے اونٹ بھی تھے۔ اسی اثناء میں سورہ برات نازل ہوئی جس میں ہر غیر مسلم سے کیا گیا عہد ختم کر دیا گیا اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ ہی عریاں حالت میں طواف کی اجازت ہوگی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق عازمین حج کے ہمراہ عرج کے مقام پر پہنچے تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سورہ برات میں وارد احکامات بتانے کے لیے ان سے آن ملے، ان کی آمد بطور پیامبر کے تھی نہ کہ امیر حج کی۔

اسی سال (سن 9ھ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لیے علیحدگی اختیار فرمائی۔

نجران کی جانب سریہ حضرت خالد بن ولید

پھر ربیع الاوّل سن 10ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی زیر کمان بنوعبدالمدان کی طرف ایک سریہ روانہ فرمایا جس کے نتیجے میں سارا قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ کتاب الاکلیل میں سریہ کی روانگی ربیع الثانی کی ہے اور ایک قول جمادی الاوّل کا بھی ہے۔

یمن کی جانب سریہ حضرت علی بن ابی طالب

رمضان سن 10ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت 300 اصحاب کا ایک سریہ یمن کی طرف روانہ فرمایا، مسلم لشکر نے لڑائی کے بعد مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

حجۃ الوداع

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 25 ذیقعدہ ہفتہ کے دن 70 ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ حجۃ الوداع کے لیے روانہ ہوئے، ابن حزم کے مطابق یہ روانگی 24 ذیقعدہ کو ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام کی تعداد بارے ایک قول ایک لاکھ چار ہزار تعداد کا بھی ہے اور بیہقی کی روایت کے مطابق ان کی تعداد اس سے بھی زائد تھی۔ ابن الجزار کہتے ہیں کہ اسے ''البلاغ''، یعنی پیغام اسلام کا مکمل پہنچا دینا اور اسلام کی حجت بھی کہا جاتا ہے۔

شام کی جانب سریہ حضرت اسامہ بن زید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 26 صفر پیر کے روز سن 11ھ کو حضرت اسامہ بن زیدؓ کی زیر قیادت ان کے والد حضرت زید بن حارثہؓ کے قصاص کے لیے بلقاء کے نواح میں واقع سراۃ کے لوگوں کی طرف ایک لشکر غزوہ روم کے لیے روانہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحہ ارتحال

بدھ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار اور سر درد کی کیفیت ہوئی اور 12 ربیع الاوّل پیر کے روز سورج ڈھلنے کے بعد آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

الکلبی اور ابو مخنف کہتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات 8 ربیع الاوّل کو ہوئی اور خوارزمی کے مطابق یہ ربیع الاوّل کے آغاز کا واقعہ ہے، ابن الفاسی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات 8 ربیع الاوّل کو ہوئی، ابن حزم بھی اسے درست قرار دیتے ہیں۔ اسی بات کی طرف ہمارے شیخ زین الدین عراقی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال 8 ربیع الاوّل کو ہوا اور ابن حزم نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے۔

بدھ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں لائی گئی، ایک قول منگل کی رات کا بھی ہے اور ایک قول پیر کے دن زوال کے قریب کا بھی ہے۔ حاکم کا قول بدھ کی رات کا ہے اور اسی کو درست کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدت علالت بارہ یوم تھی، ایک قول چودہ دن کا ہے اسی طرح تیرہ دن اور دس دن علالت کے قول بھی ہیں۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عباسؓ اور ان کے بیٹے فضلؓ کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی، حضرت قثم بن عباسؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت شقرانؓ کو غسل کے لیے پانی مہیا کرنے کی سعادت ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس سمیت غرس نامی کنویں کے بیری کے پتے ملے پانی سے غسل دیا گیا، حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک کے نیچے رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کے سحولیہ نامی شہر کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیض اور عمامہ نہیں تھا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ ان میں سے ایک کپڑا حبرہ کا

تھا، ایک روایت میں سرخ نجرانی چادر اور قمیض کا بیان بھی ہے اور اسی طرح ایک روایت حبری چادر اور قمیض کی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خریدی گئی تھی لیکن آپ کو اس کا کفن نہیں دیا گیا۔ کتاب الاکلیل میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن مبارک سات کپڑوں پر مشتمل تھا ان میں قمیض اور عمامہ شامل نہیں تھے۔

ابن الفاسی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ زین الدین عراقی کہتے ہیں کہ حاکم کا قول شاذ ہے اور انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حاکم روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا، یہ بات شاذ ہے۔

یزید بن ابی زیاد کی نقل کردہ ایک ضعیف روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا وہ لباس جو آپ زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور ایک نجرانی چادر تھی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافور لگایا گیا ایک روایت مشک لگانے کی بھی ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرداً فرداً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصحاب رسول باری باری دعا کرتے اور حجرہ شریف سے باہر آتے جاتے۔

ابن الفاسی کہتے ہیں کہ ان کے شیخ عراقی کے مطابق یہ قول ضعیف ہے۔ واللہ اعلم بات تمام ہوئی۔

ابن الماجشون کہتے ہیں کہ جب سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی نمازیں پڑھیں تو اس نے جواب دیا کہ 72 نمازیں جیسا کہ سید الشہداء حضرت حمزہ کی پڑھی گئیں تو اسے پوچھا گیا کہ یہ بات تمہیں کہاں سے ملی؟ اس نے کہا اس صندوق میں سے جس میں مالک نے نافع کی ابن عمر سے نقل کی گئی روایت کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد میں آپ کے جسد مطہر کے نیچے وہ نجرانی چادر بچھائی گئی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھا کرتے تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ قبر مبارک میں پہلے حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت قثمؓ، حضرت شقرانؓ، حضرت ابن عوفؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت اسامہؓ اور حضرت اوسؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین اترے، پھر لحد پر نو اینٹیں رکھنے کے بعد یہ حضرات باہر آئے۔ حاکم کے مطابق سب سے آخر میں نکلنے والے حضرت قثمؓ تھے، اس بارے حضرت علیؓ کا نام بھی لیا جاتا ہے اور جس روایت میں سب سے آخر میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے نکلنے کا بیان ہے وہ ضعیف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی تیاری کی سعادت حضرت ابوطلحہؓ کا مقدر ہوئی کیونکہ وہ لحد والی قبر تیار کیا کرتے تھے۔

امام بخاری کے مطابق رحلت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 63 برس تھی۔ ابن سعد اور دیگر نے اس کی تائید کی ہے، صحیح مسلم میں 65 برس عمر کا بیان ہے ابو حاکم نے اپنی کتاب میں اس کو صحیح لکھا ہے۔ کتاب الاکلیل کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 60 برس تھی۔ تاریخ ابن عساکر میں ساڑھے باسٹھ برس کا بیان ہے۔ ابن ابی شیبہ 61 یا 62 برس کا کہتے ہیں۔

(جاری ہے)

مولانا محمد ذیشان (مردان)

امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہجرتِ مدینہ

یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں کہ صرف صحابۂ کرام میں نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام میں گزشتہ چودہ سو سالوں میں جتنے تیر سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر برسائے گئے اتنا کسی اور پر نہیں برسائے گئے مثلاً:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنوں اور غیروں کے رویوں کی ایک جھلک

1۔ انہی کے لیے خلافت کو ختم کرایا گیا، ٹھیک انتالیس (39) سال بعد پھر دوبارہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پر شروع کرایا گیا، انکی وفات پر پھر ختم کرایا گیا، پھر ٹھیک تیس (30) سال بعد بنو عباس پر خلفاء کا لیبل لگایا گیا، ظالموں کے کیا کہنے! پھر مامون عباسی جیسے متعصب اور ظالم رافضی اور معتزلی کو بھی خلافت نام کے اعزاز سے نوازا گیا، حتیٰ کہ بنو عباس کے سارے خلفاء کے لئے معتصم باللہ، معتضد باللہ اور واثق باللہ جیسے القابات بھی ایجاد کئے گئے۔

2۔ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واحد مظلوم صحابی ہے جن کا تقابل ایک تابعی (حضرت عمر بن عبد العزیزؒ) سے کیا گیا۔

3۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصاصِ عثمان کے بارے میں درجنوں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا تھا جیسے ام المؤمنین سیدہ صدیقہ بنتِ صدیق، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا طلحہ وغیرہ جلیل القدر حضرات رضی اللہ عنہم لیکن شان یہ ہے کہ قربانی کا بکرا صرف اور صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کو بنایا گیا، باقی حضرات کو باغی، خاطی اور جائر جیسے تمغے نہیں دئے گئے (حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ باغی تھے بھی نہیں، معاذ اللہ!)، یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی ایسی آیت یا حدیث آئی جو خروج و بغاوت کی مذمت پر مشتمل ہو وہاں پر یہ لوگ علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے نام پیش کریں گے نہ کہ عائشہ و علی رضی اللہ عنہما، حالانکہ سند نا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے قصاصِ عثمان کے بارے میں سب سے پہلے اختلاف کی بنیاد سیدہ رضی اللہ عنہا اور انکی ہمنوا صحابہ کرام نے ڈالی تھی، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو تقریباً بہت بعد میں علم ہوا، کیا وہ واٹس ایپ کے گروپ میں شریک ساتھی تھے کہ طرفۃ عین میں ان حضرات کو علم ہوا اور فوراً ملین مارچ کی شکل میں نکل گئے، ساتھ یہ بھی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوش قسمتی یہ ہے کہ ان کا تعلق بنو امیہ سے نہیں ہے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بے چارے کی بدقسمتی کہئے کہ وہ بنو امیہ میں سے ہیں، یہاں تک کہ یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی پہچان بن گئی کہ آج جس سے بھی پوچھا جائیگا! ''کیا آپ حضرت معاویہؓ کو جانتے ہیں؟ تو وہ فوراً کہتا

ہے!''ہاں ہاں! کیوں نہیں! وہ معاویہ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا تھا ناں!۔

4۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پانچواں خلیفہ راشد تسلیم کرنے والوں کو''اہلِ سنت'' کہا گیا، (وہاں پر انہوں نے سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی لحاظ نہیں کیا) اس کے لئے قارئین حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ کی ''اربعین'' اور علامہ حافظ ذہبیؒ کی سیرُ اعلام النبلاء کے اندر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ترجمہ دیکھ لیں! لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطلق خلیفہ (راشد بھی نہیں) تسلیم کرنے والوں کو آج بھی خارجیت، ناصبیت اور یزیدیت سے مسجع تاج پہنائے جاتے ہیں، کوئی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے!۔ بلکہ آج کل ایک معروف مذہبی سکالر، فصیح اللسان والبیان خطیب صاحب کے ساتھ یہی حشر ہوا بھی ہے اور روبہ ترقی ہے۔ بہر حال یہ جنگل بہت طویل اور گھنا ہے۔

اب ہم جس چیز کو قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کا تعلق بھی اسی سے ہے وہ یہ کہ ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مہاجر بھی نہیں ہیں'' اور یہ تقریباً میری ناقص معلومات کے مطابق اکثر نہیں بلکہ سارے علماء نے لکھا ہے کہ انہوں نے ہجرت نہیں فرمائی، بلکہ سات (7) ہجری میں مسلمان ہوئے لیکن اسلام کو ابھی چھپا کے رکھا، پھر فتحِ مکہ کے دن اسلام کو ظاہر کر دیا، حالانکہ دوسری طرف سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے ہجرت بھی کی، لیکن کیا وجہ ہے کہ اسے بالکل نظر انداز کر دیا گیا؟ جس منبع اور ماخذ سے یہ اقوال ملتے ہیں کہ وہ مہاجر نہیں ہیں بالکل اسی ماخذ سے یہ بھی ملتا ہے کہ وہ مہاجر ہے، لیکن ان کا قصور پھر وہی ہے کہ وہ بنوامیہ میں سے ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مہاجر ہے

اب صرف وہی گم کردہ قول قارئین کے سامنے پیش کرنا میرا مقصد اور مدعا ہے، اور اسی کے لئے میں نے یہی مضمون لکھا ہے، یہ قول مجھے علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ کی کتاب ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' میں ملا۔ وہ قول حاضرِ خدمت ہے چنانچہ جلد:2 ص:824 پر علامہؒ فرماتے ہیں:

وذكرَ الزبيرُ، عن سفيانَ بنِ عيينةَ، عن عليِّ بنِ زيدِ بن جُدعانَ أن عبدَ الرحمنِ بنَ أبي بكرٍ خرج في فئةٍ من قريشٍ هاجروا إلى النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قبل الفتح– قَالَ: وأَحسِبه قَالَ: إن معاويةَ كان منهم.

(ترجمہ):''علی بن زید سے مروی ہے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ہجرت کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے، میرا (زبیر بن بکار کا) گمان یہ ہے کہ علی بن زید نے فرمایا'' کہ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے۔''

حضرت زبیر بن بکّارؒ کی کتاب ''جمہرۃ نسبِ قریش'' میں یہ روایت اس طرح ہے:

''حدثنا الزبيرُ قال: حدثني إبراهيمُ بنُ حمزةَ، عن سفيانَ بنِ عيينةَ، عن عليِ بنِ زيدِ بنِ

جُدعانَ: أن عبدَ الرّحمنِ بنَ أبی بکرٍ... الخ"

اس روایت میں حضرت سفیان بن عیینہؒ سے پہلے ابراہیم بن حمزہ کی زیادت ہے، فقط

ایک اہم نکتہ:

''المکتبۃ الشاملۃ'' سافٹ وئیر میں موجود حافظ زبیر بن بکارؒ کی اسی مذکورہ کتاب ''جمہرۃ نسبِ قریش'' میں یہ روایت اس عاجز کو نہیں ملی، یہ مجھے میرے پاس پی ڈی ایف میں موجود کتاب میں ملی، جسے 2010ء میں ''دار الکتب العلمیۃ'' بیروت لُبنان والوں نے عبّاس ہانی الجَراخ کی تحقیق سے (1088) ایک ہزار اٹھاسی صفحات میں چھاپی ہے، اسی سے قارئین اندازہ لگالیں کہ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کتنے مظلوم ہے؟

سند پر کلام: زبیر بن بکارؒ

زبیر بن بکارؒ کے بارے میں علامہ ذہبیؒ ''سیر أعلام النبلاء ج:12 ص:311 پر فرماتے ہیں:

العَلاَّمَةُ الحَافِظُ النَّسَّابَةُ، قَاضِي مَكَّةَ وَعَالِمُهَا... وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: ثِقَةٌ. (ص:313)

البتہ ص:314 پر ایک شخصیت کے حوالے سے جرح موجود ہے:

وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ عَلِيٍّ السّلَيْمَانِيُّ الحَافِظُ: مُنْكَرُ الحَدِيْثِ. كَذَا قَالَ، وَلاَ يَدْرِي مَا يَنْطِقُ بِهِ.

لیکن اپنی ایک دوسری کتاب ''میزان الاعتدال'' ج:2 ص:66 پر حافظ ذہبیؒ ہی لکھتے ہیں کہ:

ثقة من أوعية العلم، لا يلتفت إلى قول أحمد بن علی السليمانی حيث ذکره فی عداد من يضع الحديث.

ترجمہ: وہ نہایت ثقہ اور علم کا سمندر تھے، حافظ سلیمانیؒ کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا جنہوں نے انہیں وضّاعینِ حدیث میں سے شمار کیا ہے۔

ابراہیم بن حمزہؒ:

ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ ''سیر اعلام النبلاء''، ج:11 ص:61 پر رقم طراز ہے:

أَحَدُ الأَئِمَّةِ مِنْ كِبَارِ الأَئِمَّةِ الأَثْبَاتِ بِالمَدِيْنَةِ.. قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: صَدُوْقٌ

سفیان بن عیینہؒ:

اسی شخصیت کی تعریف نہ کرنا ان کی تعریف کرنا ہے، وہ تو خود فنِّ رجال کے میدان کے شہسوار تھے۔

علی بن زید بن جُدعان: (اس میں کوئی شک نہیں کہ اس راوی کے بارے میں دونوں طرح کے اقوال ہیں، جرح کے بھی تعدیل کے بھی، دونوں ملاحظہ کیجئے)

(1). امام عبد اللہ بن عدی الجرجانیؒ "الکامل 6/334" پر فرماتے ہیں: شُعْبَة يَقُولُ،

حَـدَّثَنا علی بُن زید و کان رَفّاعا(بلند مرتبہ۔عالی مرتبت)... یَـزِیدَ بْنَ زُرَیْعٍ یَقُولُ لقد رأیت علی بُن زیـد ولـم أحمل عَنْهُ فَإِنَّهُ كَانَ رافضیا... سئل يَحْيی، عَن عاصم بُن عَبد اللهِ، وابن عقیل، وَعلی بـن زیـد بـن جُـدعان فقال علی بن زید أحبهم إلی...وَلِعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ غَيْرُ مَا ذكرت من الحديث أحـاديث صالحة وَلَمْ أَرَى أَحَدًا مِنَ الْبَصْرِيِّينَ وَغَيْرِهِمُ امْتَنَعُوا مِنَ الرِّوَايَةِ عَنْهُ...وَكَانَ يُغَالِي فِي التشيع فِي جملة أهل البصرة ومع ضعفه يكتب حديثه.(ص:334سے335 تک)

(2)۔علّامہ ذہبیؒ امام ترمذیؒ کے حوالے سے "میزان الاعتدال"129 / 3پر رقم طراز ہے:قـــال الترمذی: صدوق.

(3)۔حافظ محمد بن عبدالرّحمٰن المَغراوی "موسوعۃ مواقف السلف فی العقیدۃ"(237/ 2)پر رقم طراز ہے:کـان من أوعية العلم على تشيع قليل فيه وسوء حفظ يغضه من درجة الإتقان .توفی رحمه الله سنة إحدى وثلاثين ومائة، وقيل سنة تسع وعشرين،واللہ اعلم۔

(4)۔امام ابنِ حجرؒ "تحفۃ اللبیب"(584/ 1)پر فرماتے ہیں:"فیـه ضـعف، ولـم يقل أحد: إنه كـان يتعـمـد الـكـذب حتى يحكم على حديثه بالوضع إذا انفرد "..."صـدوق ضُعِّف من قبل حفظه"صدوق كثير الأوهام".

اس کے علاوہ بھی ائمہ کرامؒ کی تصریحات منقول ہیں،ہم نے بلا تعصّب پورے اقوال نقل کئے ہیں،لیکن حافظ ابنِ حجرؒ کی اسی مذکورہ ڈیڑھ سطر پہلے والے قول پر غور کرنے کی ضرورت ہی کہ " ولـم يـقـل أحد: إنـه كـان يتعـمـد الـكذب حتى يحكم على حديثه بالوضع إذا انفرد"." کسی نے بھی یہ قول نہیں کیا ہے کہ وہ عمداً جھوٹ بولتے تھے کہ ان کے احادیث پر وضع کا حکم لگایا جائے، ہاں! جب وہ اس میں منفرد ہو تو پھر الگ بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض ائمہؒ نے اسے رافضی بھی کہا ہے۔اب دشمن کی زبانی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مہاجر ہونا!! اسے تو کم از کم ہمارے جیسے اہلِ سنت کے لئے بلا دلیل و بلا چون وچرا ماننا چاہئے، یہ تو واشنگٹن یا دار الندوہ کی اسمبلی میں اسلام کے مینار لگانے کے مترادف ہے، وہ تو سرے سے انکے ایمان کے قائل نہیں،حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو رہے ایک طرف، روافض تو آج کل سیدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر مناظروں کے چیلنج دینے لگے ہیں، جن کے ایمان کا انکار شمن تو دشمن ابلیس بھی نہ کرسکا۔جس نے بدر کے دن ابوجہل لعین کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دونوں حضرات کے سروں پر سوسو(100)اونٹ انعام مقرر کرنے کا مشورہ ڈالا۔

نوراللہ فارانی

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کتابوں کے درمیان

بخاری تبصرے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کسی زمانے میں خوب پڑھا کتاب اور مطالعہ کتب سے رشتہ ہمیشہ برقرار رکھا، مگر عوامی زندگی میں قدم رکھنے کی وجہ سے کتاب سے وہ وابستگی نہ رہی جو کسی گوشہ نشین یا مدرس عالم کو ہونا چاہیے، مگر بہ ایں ہمہ کتاب سے ہمیشہ تعلق رہا، جیل میں اور فرصت کی گھڑیوں میں کام کی کتابیں زندگی بھر مطالعہ میں رہیں۔ خواجہ عبدالحئی فاروقی لکھتے ہیں:

جب حضرت شاہ جی ملتان جیل میں قید تھے مجھے خط بھیجا کہ جگر مرادآبادی مرحوم کا جتنا کلام مکتبہ جامعہ شائع کر چکا ہے۔ سب میرے پاس قیمتاً بھیج دو۔ میں نے ان کے ارشاد کے مطابق حضرت جگر کا تمام کلام ہدیتہً ان کی خدمت میں ملتان بھیج دیا۔(۱)

شاہ جیؒ خاص شخصیات کیکثرتِ مطالعہ کے پیش نظر کبھی کبھار دوران ملاقات فرمایا کرتے ''میں نے تو اپنی کتابوں کی گرد بھی نہیں جھاڑی ہے۔'' جیسے کہ علامہ اقبال سے ملاقات کے دوران فرمایا تھا، جواب میں علامہ اقبال نے فرمایا: '' شاہ جی آپ تو دلوں اور دماغوں سے گرد جھاڑتے ہو۔''(۲)

شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

شاہ جیؒ اصطلاحاً کتابی نہ تھے، ابتدائی مطالعہ ہی سے سیر تھے ان کے غور وفکر کا اصل محور قرآن مجید تھا جب کبھی تنہا ہوتے پڑھتے، سوچتے اور سر دھنتے، کوئی اچھی کتاب بالخصوص دینیات یا اسلامیات پر مل جاتی تو بڑے انہاک سے پڑھتے۔ تاریخ سے ایک گونہ دلچسپی تھی لیکن سیاسی تاریخ سے خصوصی بغض تھا، کلام ہر شاعر کا دیکھتے اور اس کی داد بھی دیتے، کوئی باقاعدہ لائبریری نہ تھی۔ امرتسر میں بعض نادر کتابیں اسلامیات پر جمع کی تھیں جن میں ''الہلال'' کے فائل وغیرہ بھی تھےمگر امرتسر لٹا تو وہ بھی غارت ہوگئیں۔ میرزائیت کے لٹریچر کو اپنی تبلیغی مہم کے لئے انتقادی نقطہ نگاہ سے دیکھتے اور پرکھتے، اخبار مستقلاً پڑھتے۔ بعض اخبارات کو ہاتھ تک نہ لگاتے کیونکہ ان پرچوں کی بجائے ان کے پرچہ نویسوں کو پڑھ چکے تھے، جدید لٹریچر سے انہیں کوئی واسطہ نہ رہا۔ بالخصوص کہانی، ناول اور افسانہ سے کوئی ربط نہ تھا۔ جدید شاعری میں نظم آزاد اور نظم معریٰ کو نہ صرف مضحک خیال کرتی بلکہ بعض معریٰ ابیات کی پیروڈی کی۔ جس کتاب کو اپنے نقطہ نگاہ سے مفید سمجھا اس کے لیے اشتہار بن گئے۔ ایک زمانہ میں سید محمد طفیل منگلوری کی کتاب ''مسلمانوں کا روشن مستقبل'' کا مطالعہ ہر سیاسی کارکن پر فرض کر دیا، مدتوں علامہ اقبال کا کلام ساتھ رکھا لیکن حقیقت

یہ ہے کہ کتابی مطالعہ بہت تھوڑا اور انسانی بہت زیادہ تھا، فرماتے: جس زمانے میں پڑھتا تھا تو شب و روز پڑھتا تھا اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بہت سی کتابوں کے پڑھنے سے چند کام کی کتابیں پڑھ لینا بہتر ہے۔(۳)

پاک و ہند کے اہل علم و ادب کے ساتھ آپ کا علمی ادبی تعلق استوار تھا، امرتسر کے گھر میں کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ تھا، احباب اپنی علمی و ادبی دوستی کی بنا پر آپ کی خدمت میں اکثر و بیشتر کتابوں کے تحفے پیش فرماتے، خود بھی اپنے کتابی ذوق کے تحت کتابیں خریدتے اور مطالعہ میں رکھتے، کچھ کتابی تحائف کا تذکرہ مضمون کے حسن میں نکھار پیدا کرنے کے لیے زیب قرطاس ہے۔

ام کفیل بخاری لکھتی ہیں:

وزارتی مشن کے دنوں میں اباجی ایک روز مولانا]ابوالکلام آزاد(سے ملاقات کے لیے گئے تو شیخ حسام الدین اور شورش کاشمیری ساتھ تھے۔۔۔غبارِ خاطر چھپ چکی تھی اس کا ایک نسخہ اپنے دستخط کے ساتھ ہدیہ کیا۔لکھا تھا: ’’برائے صدیقِ عزیز سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری‘‘۔۔۔اس سے پہلے ’’تذکرہ‘‘ اور ’’ترجمان القرآن‘‘ بھی اباجی کو ہدیۃً ہی دی تھیں۔ان پر لکھا تھا ’’برائے محبِ عزیز سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب‘‘ غبارِ خاطر پر صدیق عزیز دیکھ کر میں نے کہا اباجی اب آپ کے مرتبہ میں اضافہ ہو گیا ہے۔اباجی مسکرانے لگے۔یہ تمام کتابیں تقسیم کے وقت امرتسر میں ہی رہ گئیں۔(۴)

شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

کوئی کتاب ہاتھ آ گئی تو جب تک پڑھ نہ لی شریک سفر رہی، ان دنوں ’’غبارِ خاطر‘‘ کا دستخطی نسخہ ہمراہ تھا۔اس کا مطالعہ شروع کیا تو اپنی کہانی بھی کہنے لگے، حافظہ کی گرہیں کھلنے لگیں انہیں عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور ملتانی کے بے شمار شعر، مثنویاں، قصیدے، مسدسیں، مخمسیں، نوحے، نعتیں، غزلیں، نظمیں ازبر تھیں اور مولانا آزادؒ کی طرح اپنے حافظے پر انہیں بھی بڑا ناز تھا۔

’’یہ اشعار آج سے کوئی تیس سال پہلے پڑھے تھے، فلاں شعر شاد عظیم آبادی سے سُنا تھا اب تک یاد ہے، نظیری کے فلاں فلاں شعر نانا مرحوم کے بیاض سے نقل کئے تھے میاں! فارسی کا ذوق تو اب عنقا ہو رہا ہے، ادھر اردو بھی اب نئے نئے تجربوں کی زد میں ہے۔شاعری نے ایک نیا بچہ جنا ہے، نظم معریٰ یا نظم آزاد، مرزا غلام احمد کی نبوت اور نظم معریٰ میرے لئے ناقابل فہم ہیں۔لعنت بر پدر فرنگ!(۵)

علامہ انور صابری (دیوبند) معروف قومی و سیاسی شاعر تھے اور مجلس احرار میں شامل تھے۔شاہ جیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی اور دل و جان سے اُن پر فدا تھے۔تقسیم ہند سے قبل ’’کلیاتِ شاد عظیم آبادی‘‘ اس شعر کے ساتھ شاہ جیؒ کی نذر کی تھی

به بسم الله مجريها و مرسٰها

کلامِ شاد کو نذرِ عطاء اللہ کرتا ہوں (۶)

تقسیم سے قبل امرتسر میں حضرت امیر شریعت کے ذاتی کتب خانہ میں عزیز ہندی مرحوم کی کتاب ''زوالِ غازی امان اللہ'' موجود تھی جس کے سرنامے پر یہ عبارت تحریر تھی:

''وہ جو مجھے خادمانِ ملی کی صف میں سب سے پیارا اور باوصف دکھائی دیتا ہے۔اس کی خدمت میں اپنی یاد کے طور پر تقدیم کرتا ہوں'' عزیز ہندی (۷)

ام کفیل بخاری کی روایت ہے کہ فیض احمد فیض کا پہلا شعری مجموعہ ''نقش فریادی'' ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا تو انہی دنوں کسی ملاقات میں انہوں نے پیش کیا، جو اباجی کے ذاتی کتب خانہ (امرتسر) میں موجود تھا۔سرورق پر لکھا تھا۔

''محترم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمت میں عقیدت سے'' فیض (۸) شاہ جی کے امرتسر کے گھر کے جس لائبریری کا اوپر ذکر ہوا، مارچ ۱۹۴۷ء میں جب آپ بے سروسامانی کے عالم میں لاہور تشریف لائے تو اس دوران بلوائیوں نے آپ کا مکان جلا کر خاکستر کر دیا اور ان کی لائبریری کو ردی کی طرح پھینک کر نیلام کر دیا۔شاہ جی کو ان کتابوں کی ضیاع کا کتنا دکھ تھا ۲۰ اگست ۱۹۴۷ء کے ایک مکتوب میں اس کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

میرا ایک مکان خاک میں مل چکا ہے، دوسرا جس میں رہتا تھا، ابھی تک تو موجود ہے۔میری زندگی کی ساری کمائی یعنی میری ساری کتابیں اور سامان زندگی وہیں ہے۔اللہ کے حوالے ہے۔ابھی تک کوئی صورت سامان برآمد کرنے کی نظر نہیں آتی۔

جانباز مرزا لکھتے ہیں:

اپنے علمی اثاثے کے ضائع ہونے کا تو انہیں زندگی بھر احساس رہا، جب کبھی مسائل پر بحث چھڑتی تو فوراً ان کا ذہن اپنی امرتسر والی لائبریری پر جاتا اور ساتھ ہی سرد آہ بھر کر خاموش ہو جاتے۔(۹)

ان لٹی ہوئی کتابوں میں دو کتابیں واہگہ سرحد سے ہوتی ہوئی پاکستان پہنچی ان میں سے ایک کتاب شاہ جی کے ہاتھوں پہنچی، لیجئے عبدالمجید قریشی کی زبانِ قلم سے یہ دلدوز کہانی پڑھتے ہیں۔

مجھے (یہ واقعہ) مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب مرحوم مالک دواخانہ سلیمانی جہانیاں نے سنایا تھا۔حکیم صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کے قیام کو ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ ان دنوں واہگہ کی سرحد پر دونوں ملکوں کے شہریوں میں تبادلے کا سلسلہ چل رہا تھا۔اور سکھ تاجر من جملہ اور اشیاء کے نادر و نایاب اسلامی کتابیں کوڑیوں کے مول فروخت کر جاتے تھے۔یہ گرانمایہ کتابیں مشرقی پنجاب کے اسلامی کتب خانوں کی متاع بے بہا تھیں۔مشرقی پنجاب کے خونین ہنگاموں میں ہزارہا کتابیں نذر آتش کر دی گئیں۔کتنی ہی کتابوں کو دریا برد کر دیا گیا۔قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے اوراق بازاروں میں روندے گئے۔ بہر حال جو کتابیں محفوظ رہ گئیں وہ اسی طرح فروخت کی جا رہی تھیں۔ان بیچنے والوں کو کیا معلوم کہ یہ کس کان کے جواہر یکتا ہیں۔اوران کے خریدنے اور جمع کرنے والوں نے خدا جانے کس کس طرح خریدا اور جمع کیا تھا۔انہی ایام میں ایک صاحب نے میرے لیے دو کتابیں خریدیں جن میں سے ایک مولانا اشرف علی تھانوی کی مشہور تفسیر ''بیان القرآن'' تھی۔جس کی بارہ جلدیں حصے یکجا مجلد تھیں۔اس کتاب کو صرف پانچ روپے میں خریدا گیا تھا حالانکہ اس زمانے میں یہ بالکل نایاب تھی۔اور سوسوا سو روپے سے کم نہیں ملتی تھی۔دوسری کتاب ''مفردات امام راغب'' تھی۔اس کتاب کا شمار بھی نہایت کمیاب کتابوں میں ہوتا تھا۔اور یہ صرف دو روپے کے عوض حاصل کی گئی تھی۔اس کتاب کے سرورق پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔''پیش کش من جانب محمد گل شیر بخدمت گرامی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کتاب کو مولانا محمد گل شیر شہیدؒ نے حضرت شاہ جی کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔اور جب فسادات امرتسر میں دوسرے کتب خانوں کے ساتھ ساتھ شاہ جی کا کتب خانہ بھی لٹا تو کتابیں بکھر بکھر کر فروخت ہونے کے لیے واہگہ کی سرحد پار آ گئیں۔مجھے جب اس کتاب کا تعلق شاہ جی کی ذات گرامی سے معلوم ہوا تو میں بے چین ہو گیا اور اگلی مرتبہ جب لاہور جانا ہوا تو اسے اپنے ساتھ لیتا گیا۔تاکہ اسے شاہ جی کے حوالے کر دوں۔میں اس مقصد کے لیے سب سے پہلے مجلس احرار کے دفتر پہنچا جہاں ان دنوں شاہ جی تشریف فرما تھے۔چونکہ شاہ جی اس وقت کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔اس لئے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔تاہم کتاب کو میں نے دفتر کے ایک صاحب کے سپرد کر دیا اور تاکید کی کہ اسے شاہ جی کی خدمت میں میری جانب سے پیش کر دیا جائے۔شاہ جی کو جب کتاب ملی تو سنا ہے کہ شدت غم سے ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک اُٹھے۔ملاقات ہوئی تو بڑی ممنونیت کا اظہار فرمایا اور پھر اس واقعے کا ذکر مختلف محفلوں اور متعدد تقریروں میں بطور خاص کیا۔

اس واقعے کا تحیر کن اور ناقابل فراموش پہلو یہ ہے کہ پہلی کتاب یعنی تفسیر بیان القرآن بھی حضرت شاہ صاحب ہی کی ملکیت تھی۔یہ تفسیر آج بھی ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔اور اس کے مختلف مقامات دیکھنے کا مجھے متعدد بار موقع ملا لیکن اس حقیقت کا پتہ مجھے شاہ جیؒ کی حیات میں نہ چلا بلکہ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد یہ بات معلوم ہوئی اور وہ یوں کہ جس مقام پر بیان القرآن کی چوتھی جلد ختم ہوتی ہے وہاں ایک گوشے میں شاہ جی نے اپنے دست مبارک سے ''احقر عباد اللہ السید شرف الدین احمد المعروف بہ سید عطائاللہ البخاری العظیم ابادی غفرلہ الباری'' تحریر فرمایا ہوا تھا۔مجھے شاہ جی کے یہ الفاظ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا لیکن میں کیا کر سکتا تھا۔شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ ان کی یہ علمی نشانی میرے پاس ہی رہے۔(۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو تنقیدی نظر سے مطالعہ میں رکھتے ان کتابوں کے اقتباسات کے اقتباسات ازبر تھے جس سے اپنی خطبات میں قادیانیت کی تاروپود بکھرنے کے لیے بطور دلیل کے پیش فرماتے۔

مولانا ثناءاللہ امرتسری تحریر فرماتے ہیں: ''مولوی عطاءاللہ شاہ صاحب سے ہمارے ذاتی اور خاندانی مراسم ہیں۔ وہ ہمارے عزیز ہیں۔ ان کا کوئی بھی کام ہو، ہم اس میں مدد کرتے ہیں اور کرتے رہیں گیان شاءاللہ۔ اس لیے اس مقدمہ کے دوران وہ خود مع مولوی محمد قاسم شاہجہان پوری صاحبان آئے اور مرزائی لٹریچر کی اعانت چاہی تو ہم نے بحکم قرآن ''وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر'' ذخیرہ لٹریچر مرزائیہ کھول دیا۔ آپ جو کچھ لے جاسکتے تھے لے گئے۔ اس کے بعد پھر ان کا طلبی خط آیا جو یہ ہے۔

امرتسر سٹیشن ۹ جنوری ۱۹۳۵ء

مکرمی محترمی! السلام علیکم

حکیم غوث محمد کو یہ رقعہ دے کر خدمت میں بھیجتا ہوں۔ ۱۹۲۹ء کا ''ریویو آف ریلی جنز'' قادیانی رسالہ ان کو آج ہی عنایت فرمادیں، اس کی سخت ضرورت ہے۔ بار بار آپ کو تکلیف اس لیے دیتا ہوں کہ اور کوئی صاحب نظر نہیں آتے۔ ''الفضل'' کا سارا فائل اس وقت تک محفوظ ہے اور اس وقت کام دے رہا ہے۔ میں انتخاب نہیں کرسکتا کہ کون سا رکھوں اور کون سا واپس کردوں۔ سب ہی کام دے رہا ہے، رہنے دیں۔ یہ کام بھی آخر اہمیت رکھتا ہے۔

والسلام!

دعا گو

عطاءاللہ بخاری (۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے بارے میں ان کی رائے کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں: مرزا جی کی کتابوں میں وہ غلاظت ہے جسے دیکھ کر شرافت دم توڑ دیتی ہے۔ حیاء رخصت اور ایمان غارت ہوجاتا ہے۔ (۱۲)

آخر میں چند کتابوں کے بارے میں شاہ جیؒ کے تبصرے، تجزیے اور ریمارکس پیش کیے گیے ہیں، جو کتاب دوست احباب کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

موضح قرآن (شاہ عبدالقادرؒ)

مجھے قرآن شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ سے سمجھ میں آیا۔ اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو وہ شاہ عبدالقادرؒ کی زبان میں نازل ہوتا۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کا کمال یہ ہے کہ (الحمد) کی الف سے لیکر (والناس) کی سین تک پورے قرآن کے ترجمے میں کہیں بھی تشریح کی غرض سے بریکٹ کا استعمال نہیں کیا گیا۔ (۱۳)

مکتوباتِ امام ربانی (حضرت مجدد الف ثانی)

سرہند شریف سے روضۂ نبوی تک ایک نور کی دیوار ہے جس میں کوئی چیز حائل نہیں سیدھی ڈاک آتی جاتی ہے۔

حضرت مجدد صاحب مدینہ والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بات کرتے ہیں۔ ہر حکم مدینہ سے صادر ہوتا ہے۔ مجھے مکتوبات مجدد سے کچھ اور نظر آتا ہے۔ (تمہیں کچھ اور نظر آتا ہے) صرف دیکھنے اور سمجھنے کا فرق ہے۔ (۱۴)

دیوان غالب (مرزا اسداللہ خان غالب)

غالب ہر کوئی پڑھتا ہے میں بھی پڑھتا ہوں لیکن میں ذرا عام روش سے ہٹ کر پڑھتا ہوں۔ یار لوگوں نے اس کی بہت سی شرحیں لکھی ہیں۔ ہر کسے را رنگ و بوئے دیگر است، سوچتا ہوں تو میرے سامنے ان کے مطالب کا رخ ہی دوسرا ہوتا ہے۔ میرا ذہن خود بخود اس کے اشعار کی گتھیاں کھولتا چلا جاتا ہے۔

اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ غالب کا نصف دیوان سیاسی ہے۔ اس نے الفاظ کی ریشمی نقابوں میں نہ صرف اپنے عہد کے دار و رسن اور اپنے زمانہ ادبار و انحطاط کی تصویریں بنائی ہیں بلکہ اشارات و کنایات میں حالات و واقعات کے دفاتر سمو گیا ہے۔ (۱۵)

دو کتابیں ہمیشہ میرے پاس رہتی ہے۔ قرآن حکیم اور دیوان غالب لیکن اوپر قرآن حکیم رہتا ہے اور نیچے دیوان غالب۔ (۱۶)

النبی الخاتم (مولانا مناظر احسن گیلانی)

''النبی الخاتم'' کے ساڑھے چار سو عنوانات میں سے ہر عنوان پر ہفتہ تک تقریر کر سکتا ہوں۔ (۱۷)

تدوینِ حدیث (مولانا مناظر احسن گیلانیؒ)

میں نے جب مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب ''تدوین حدیث'' کا مطالعہ کیا تو مجھ پر وجد و جذب کی حالت طاری ہوئی۔ حضرت گیلانی جب اس کتاب کو لکھ رہے تھے، تو مجھے خیال ہوا کہ مولانا گیلانی اور صاحب مدینہ طیبہ ﷺ کے درمیان سارے حجاب ہٹا دیے گئے ہیں، اور آں حضرت کا بول مولانا گیلانی لکھ رہے ہیں۔ تدوین حدیث فتنہ انکار حدیث کے رد میں آخری قاطع اور کامیاب چیز ہے۔ (ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک، ستمبر 1968ء)

بصائر (خواجہ عبدالحئی فاروقی)

خواجہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہاری کتاب بصائر نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ (۱۸)

ہیر وارث شاہ

ہائے وارث شاہ تو نے ظلم کیا اپنی قابلیت کہاں صرف کر دی۔ کاش تو اس کی جگہ سیرت عائشہؓ اور سیرت فاطمۃ الزہرہؓ لکھ جاتا، رانجھا تو لفنگا تھا۔ جس گھر نے اسے پناہ دی اسی گھر کے ساتھ غداری کی انہیں کی بیٹی سے معاشقہ شروع کر دیا۔ باحیا اور شریف ایسا کبھی نہیں کرتے۔ (۱۹)

ماہر القادری کا افسانہ

آپ کا لکھا ہوا افسانہ ابوذر (شاہ جی کے سب سے بڑے فرزند) نے مجھے راستے میں سنایا تھا۔افسانہ خوب تھا مگر افسانہ پھر افسانہ ہے اس میں جھوٹ ہی تو ہوتا ہے۔(۲۰)

ناول، افسانہ یا تاریخی کتاب

افسانہ کے معنی ہیں سفید جھوٹ۔خبر نہیں نوجوانانِ عزیز کو کیا مزا ملتا ہے، جھوٹ کے پڑھنے میں۔ناولوں اور افسانوں کا پڑھنا تو محض تضیع اوقات ہے۔ان سے تو بدرجہا بہتر ہے تاریخی کتابوں کا مطالعہ تا کہ کچھ حاصل بھی ہو۔

میں نے ساری عمر میں ایک ہی دفعہ ناول پڑھا اور پھر دل میں کچھ ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔(۲۱)

بھائی مسلمان قرآن اور حدیث پڑھنے کے بجائے شکسپیئر کے ڈرامے پڑھنے لگے ہیں۔مصائب سے نجات کیوں ہو؟۔سکون نصیب ہو تو کیسے؟(۲۲)

اسلامی افسانے (نور احمد خان فریدی)

پہلے انہوں نیدرسی کتابیں لکھیں اس کے بعد ان نوجوانوں خوش فکروں کے لیے جو طبعزاد افسانوں اور ڈراموں سے دل بہلایا کرتے ہیں اسلامی افسانے لکھے۔جو بقول علامہ عبدالرشید صاحب نسیم ''افسانے کم ہیں اور حقیقت زیادہ'' بایں ہمہ طبعزاد اور دوسرے افسانوں سے زیادہ دلچسپ ہیں، یعنی انہوں نے تاریخ اسلام کے حقائق کو اس رنگ میں لکھا ہے کہ افسانویت کا شائبہ تک کا نہ ہونے کے باوجود اس قدر رقت انگیز ہیں کہ قاری بار بار پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔(۲۳)

غبارِ خاطر (مولانا ابوالکلام آزادؒ)

اگر مجھے ہندوستان کیکتب خانوں میں سے کسی ایسی کتاب کے انتخاب کے لیے کہا جائے جو اردو ادب وشعر کی کسوٹی اور فصاحت وبلاغت کے زرکامل عیاں کا درجہ رکھتی ہو تو میں بغیر کھٹکے کے تمام کتابوں میں سے صرف ایک ''غبار خاطر'' کو نکال کر کہوں گا کہ بقیہ تمام دفاتر کو الماریوں میں بند کردو۔کیونکہ ذوق سلیم کی تشنگی مٹانے کے لئے اردو ادب میں اس وقت اس سے بہتر اس پایہ کی کوئی کتاب نہیں ہے۔حالانکہ ابھی وہ محض خطوط ہیں۔اور اگر کہیں مولانا اسے ایک تصنیف کے طور پر لکھتے تو نہ جانے اس کی کیا قدر وعظمت ہوتی۔(۲۴)

بال جبریل (علامہ اقبال)

شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

علامہ اقبال کے کلام کا بڑے انہاک سے مطالعہ کیا تھا۔''بال جبریل'' تو سفر وحضر میں ساتھ رکھتے۔۲۵

تذکرہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ (مولانا نور احمد خان فریدی)

آپ (مولانا نور احمد خان فریدی) نے جنوبی ایشیا کے مبلغ اعظم امام اہلسنت والجماعت حضرت شیخ الاسلام بہاوالدین زکریا ملتانی قدس سرہ کی سیرت پر قلم اُٹھایا اور اسے نئے اسلوب اور اردو ادب کی جدید طرز میں اس طرح لکھا کہ نہ صرف عوام نے اسے پسند کیا بلکہ پاکستان کے سر رشتہ تعلیم نے بھی اسے تمام مدارس کی لائبریریوں کے لئے منظور کرلیا۔ مجھے میرے فرزندِ جگر بند سید ابوذر بخاری طال عمرہ نے یہ کتاب لا کر دی میں نے اس کے چند ایک مقامات دیکھے اور مجھے اس کی افادیت کا بے اختیار معترف ہونا پڑا۔ اب تک حضرت شیخ الاسلام پر اس قدر مفصل اور شاندار تصنیف میری نظر سے نہیں گزری تھی۔ یوں تو اولیاء کے ہر تذکرہ میں حضرت کا ذکر جمیل موجود تھا، مگر مختصر یعنی تین چار صفحات اور بعض میں اس سے بھی کم۔ آج جبکہ تہذیبِ نو نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم جیسی مہلک ایجادات سے خلقِ خدا کو جہنم کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ ارباب قدس وطہارت کی سیرتوں کو زیادہ سے زیادہ منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ صرف یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کی زندگیوں میں ہمیں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نظر آتی ہے۔ مولانا نور احمد خان صاحب فریدی نے شیخ الاسلام کی سیرت لکھ کر نہ صرف ملک وملت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے، بلکہ ایسے وقت میں جب کہ لوگ شیخ الاسلام کی تعلیمات اور ان کی روحانی عظمت وشوکت کو بھول چکے ہیں۔ مولانا نے ان کے سامنے جنوبی ایشیاء کے اس ’’رجل عظیم‘‘ کی صحیح تصویر رکھ کر غور وفکر کا دروازہ کھول دیا ہے۔ میں دوسروں کی کیفیت کیا بیان کروں اس کتاب قیّم کے مطالعہ سے ہی حضرت شیخ الاسلام کا صحیح مقام میرے سامنے آیا ہے۔ ۲۶

آپ نے یہ تذکرہ لکھ کر حضرت شیخ کی قبر کو غسل دیا ہے۔ خدا کی قسم آپ کی کتاب کے مطالعہ سے ہی پہلی دفعہ مجھے پتہ چلا ہے کہ شیخ کا مقام کیا تھا۔ (۲۷)

دید وشنید (رئیس احمد جعفری)

ام کفیل بخاری ارقام فرماتی ہیں: رئیس احمد جعفری کی کتاب ’’دید وشنید‘‘ چھپی تو میں نے اخبار میں اشتہار پڑھ کر ڈاک سے منگوالی۔ اس میں مختلف شخصیات کا تذکرہ تھا۔ ایک روز اباجی کتاب اٹھا کر دیکھنے لگے۔ چند منٹ بمشکل گزرے ہوں گے، کہ انہوں نے کتاب ناگواری سے ایک طرف رکھ دی۔ وجہ یہ ہوئی کہ ان کی نظر خواجہ کمال الدین کے خاکے پر جا پڑی۔ یہ صاحب معروف قادیانی تھے اور برطانیہ میں قادیانی مشن کے بانی مبانی۔ رئیس صاحب نے اِن کی ’’اسلامی خدمات‘‘ کی تعریف وستائش کی تھی۔ اباجیؒ فرمانے لگے۔۔۔۔اب اور کچھ دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ (۲۸)

یارانِ کہن (عبد المجید سالک)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت میں یارانِ کہن کا نسخہ پیش کرتے ہوئے راقم الحروف]مجاہد

الحسینی] نے مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت کے بارے میں کتاب سے اقتباس پڑھ کر سنایا تو شاہ صاحب کے چہرے کا رنگ مزید سرخ ہوگیا۔ اور حیرت واستعجاب کی صورت میں فرمایا:

ابوالکلام۔۔۔ اور مرزا قادیانی کی تحریر سے متاثر ہو جائے؟ وہ کوئی اور ہوگا۔۔۔ سالک نے مولانا ابوالکلام کی بابت اس کذب بیانی سے اپنی علمی تاریخ ضائع کر دی اور جہالت کدے کی راہ اختیار کر لی ہے۔۔۔ سالک نے اپنی کتاب]یارانِ کہن[میں ابوالکلام کے ساتھ مرزا قادیانی کا بے ہودہ حوالہ دے کر بڑی گستاخانہ حرکت کی ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک (۲۹)

تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل شہیدؒ)

قاری ظہور رحیم لکھتے ہیں:

صاحب زادہ طاہر محمود صاحب گوریجہ۔۔۔ حضرت امیر شریعت سے اس ارادے کے ساتھ ملنے گئے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور تقویۃ الایمان کے بارے میں ان سے استفسار کیا جائے۔۔۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں بات چھڑ گئی۔ تو الماری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس سے کتاب ''منصب امامت'' نکال لاو، کتاب لائی گئی آپ نے اس کی وہ عبارت پڑھ کر سنائی جو انبیاء نوع دیگر اند کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ پھر فرمایا صاحبزادہ صاحب ''منصب امامت'' کی زبان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے قلم کی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ منصب امامت اور تقویۃ الایمان کی زبان میں بیان وانداز کا تضاد ہے۔ حضرت امیر شریعتؒ کے اس نظریہ نے صاحبزادہ موصوف کے دل میں ایسا گھر کیا کہ وہ آج تک شاہ اسماعیل شہید کے بارے میں رطب اللسان ہیں، اور حضرت بخاری کے مدح خواں۔ (۳۰)

الہلال (مدیر مولانا ابوالکلام آزادؒ)

مولانا ابوالکلام آزاد کے ''الہلال'' نے میری شریانوں میں لہو دوڑایا، میرے ذہن کو جلا بخشی اور سیاسی جدوجہد میں رہنمائی کی۔ ''احرار''، ''الہلال'' کی بازگشت ہی تو ہے۔ (۳۱)

الہلال نے مجھے خطابت سکھائی، سیاست پڑھائی اور زبان و بیان کی ندرت بخشی ہے۔ الہلال نہ ہوتا تو نہ جانے کب تک ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی زندگی میں خلاء رہتا۔ (۳۲)

ستارہ صبح (مدیر مولانا ظفر علی خان)

ظفر علی خان ترے ستارہ صبح نے میرے جگر میں آگ لگا دی تھی۔ (۳۳)

ستارہ صبح نے مجھے قادیانیت کے زہر آب سے آگاہ کیا۔ (۳۴)

ہفت روزہ نمکدان (مدیر مجید لاہوری)

میں بہت خوش ہوں کہ آپ کا نمکدان فواحشات سے پاک ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ترقی دے۔ ہم اسے گھر میں بھی پڑھ لیتے ہیں۔(۳۵)

روزنامہ نوائے پاکستان

''نوائے پاکستان'' جن عزائم اور مقاصد کو لے کر اپنا دور جدید شروع کر رہا ہے۔ میں ان عزائم و مقاصد کی کامیابی کیلئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں۔۔۔ میں نوائے پاکستان کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔(۳٦)

حوالہ جات:

۱۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج۱،ص ۳٦۰

۲۔ ہفت روزہ چٹان لاہور، جلد ۱۵، شمارہ ۱۔۲، ۱۵ جنوری ۱۹٦۲ء، ص ۱۹

۳۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سوانح وافکار، شورش کاشمیری، ص:٦۰

۴۔ سیدی وابی، ام کفیل بخاریؒ ص ۱٦۸، ۱٦۹

۵۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح وافکار، شورش کاشمیری، ص ۲۵

٦۔ سیدی وابی، ام کفیل بخاریؒ ص ۱۷۹

۷۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج۱، ۱۱۹

۸۔ سیدی وابی، ام کفیل بخاریؒ ص ۱۴۴

۹۔ حیات امیر شریعت، جانباز مرزا، مکتبہ احرار لاہور، اشاعت ۲۰۱۸ء، ص ۳۱۰

۱۰۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج۱، ص ۵۳۴، ۵۳۵

۱۱۔ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' امرتسر، ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء

۱۲۔ خطاب احاطہ خانساماں لکھنؤ ۲۲ اگست ۱۹۳۵ء

۱۳۔ یادگارِ بخاری، رحیم بخش سیال، ص ۴۲

۱۴۔ پندرہ روزہ الاحرار، مدیر ابومعاویہ ابوذر بخاری، ۱٦، اگست ۱۹۹۴ ص: ۱۳۱

۱۵۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر ج:۱ ص: ٦۵

۱٦۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر ج:۱ ص: ۵۲۱

۱۷۔مولانا مناظر احسن گیلانی۔۔۔عالم بے بدل، محمد اکرام چغتائی، ص ۱۱۰

۱۸۔اس (کتاب) میں فرعون اور بنی اسرائیل کے واقعات قرآن کریم سے جمع کئے تھے۔اور ترتیب اس طرح دی گئی تھی کہ پڑھنے والا فوراً یہ سمجھ جاتا تھا کہ اس کا ایک ایک لفظ ہم مسلمانوں پر منطبق ہوتا ہے۔یعنی فرعون کے فرائض انگریز ادا کر رہا ہے۔اور ہم سب کے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کرتا تھا۔(ماہنامہ نقیب ختم نبوت کا امیر شریعت نمبر جلد اول، ص ۳۵۹)

۱۹۔ بخاری کی باتیں، سید امین گیلانی، ص:٦٦

۲۰۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر جلد اول، ص ۵۰۳

۲۱۔ یادگارِ بخاری، رحیم بخش سیال، ص ۶۴

۲۲۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر جلد دوم ص، ۵۰٦

۲۳۔تذکرہ حضرت صدرالدین عارفؒ، مولانا نور احمد خان فریدیؒ، قصرالادب جگو والہ ملتان، ج ۱ ص ۳ تا ۹

۲۴۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، فروری ۱۹۹۷، ص ۱٦

۲۵ ہفت روزہ چٹان لاہور، جلد ۱۵، شمارہ ۱۔۲، ۱۵ جنوری ۱۹٦۲ء، ص ۱۹

۲٦۔تذکرہ حضرت صدرالدین عارفؒ، مولانا نور احمد خان فریدیؒ، ج ۱ ص ۳ تا ۹

۲۷۔تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، نور احمد خان فریدی، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب بادشاہی مسجد لاہور، مئی ۱۹۸۰ء، ص ۷

۲۸۔سیدی وابی، ام کفیل بخاریؒ، ص ۱۷۸

۲۹۔تفصیل کے لیے دیکھئے ''مولانا ابوالکلام آزاد کی مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت؟ بہتان کا حقیقت افروز تجزیہ، از مولانا مجاہد الحسینی ص ۳٦، ۳۷

۳۰۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج ۲، ۲۰۱

۳۱۔سیدی وابی، ام کفیل بخاری، ص ۱٦۸

۳۲۔مولانا ابوالکلام آزاد، شورش کاشمیری، ص: ۴۵۹

۳۳۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح وافکار، شورش کاشمیری، ص: ۴۷

۳۴۔تحریک ختم نبوت، شورش کاشمیری، ص ٦٦

۳۵۔سیدی وابی، ام کفیل بخاری، ص ۱۱٦

۳٦۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، جلد ۱، ص ۸۴

خطاب: جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ناقل: فیصل اشفاق) (قسط نمبر: 1)

اصحاب رسول علیہم الرضوان وخلافت راشدہ

مقام: جامع خیر المدارس ملتان تاریخ: 13 نومبر 1983ء

الحمد الله حمدا كثيرا كما امر.................................... سلام الله و رضوانه عليه وعلىٰ سائر الاصحاب و الازواج والاولاد اجمعينO

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ (الزمر:۹)

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل:۴۳)

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر:28)

عَنْ زَيْدِ بنِ أَرْقَم رضِى اللّٰه عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلّم يقولُ:

(اللّٰهُمّ إِنّى أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلمٍ لا يَنْفَعُ، ومِنْ قَلْبٍ لا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ مِنْ دَعْوَةٍ لا يُسْتَجَابُ لَهَا (مسلم)

عن أنس بن مالك رضى الله عنه أن النبى ﷺ كان يقول اللهم إنّا نسألك إيماناً دائماً فَرُبَّ إِيْمَانٍ غَيْرُ دَائم وأسأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً فَرُبَّ عِلْمٍ غيرُ نافعٍO

صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم

تمہیدی کلمات:

مہتمم مدرسہ و منتظمین و کارکنان مدرسہ، صدرِ محترم، حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، بزرگان ملت، طلباء و برادران عزیز وخواتین! حسبِ دستورِ سابق اور اکابر کی سنت کے مطابق، حضرتِ مخدومی وسیدی ومحسنی مولانا خیر محمد جالندھری......سب کہہ دیجئے رحمۃ اللہ علیہ، علماء کو جمع کرنا ان کا دستور تھا۔ علماء کی محبت بھری ریت تھی کہ ان کی بات پر لبیک کہہ کر جمع ہو جائیں۔ آج میرے نزدیک ان کی یاد منائی جا رہی ہے۔ اور میری حاضری، میرے عزیزوں کی، بھائیوں کی حاضری یہ اباجی رحمۃ اللہ علیہ (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) کی اس روایت اور ریت کی پیروی میں ہے۔ فقیر کا جامع خیر المدارس کے ساتھ تعلق و تعارف خارج از بحث ہے۔ اس میں کسی تفصیل وتشریح کی ضرورت نہیں۔ بے شمار لوگوں کا تعلق جامع خیر المدارس سے مدہم ہوسکتا ہے، خدانخواستہ محو ہوسکتا ہے۔ لیکن مجھے

یقین ہے کہ میرے خاندان کا تعلق ان شاءاللہ جب تک بخاریؒ کی نسل باقی ہے حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے، ان کے مدرسے سے ان شاءاللہ، ثم ان شاءاللہ کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

ہم نے ابا جیؒ سے ایک بات سنی، قرآن کریم کو پڑھا، حدیث کو دیکھا۔ قرآن میں آتا ہے: ''هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ'' (رحمٰن: ۶۰)۔ ایک عربی ضرب المثل ہے: ''اَلْكَرِيمُ إِذَا وَعَدَ وَفَا'' (ترجمہ) شریف آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ اور فارسی میں کسی نے کہا تھا، محبت بھرے گِلے کے انداز میں، جو ابّا جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر دہرایا کرتے تھے۔ بے وفا دوستوں اور کارکنوں کو یاد کر کے۔ بڑا مشہور فارسی کا شعر ہے کہ:

وفا کنند کہ بیگانہ آشنا کردن		ترا چشم کہ نمی پرسی آشنائی

کہ لوگ تو اس لیے وفا کرتے ہیں کہ بیگانہ بھی اپنا بن جائے۔ تم کیسے اپنے ہو کہ تم نے کبھی بھول کر پوچھا بھی نہیں کہ ہمارا محبت کرنے والا کبھی ہوتا تھا۔ میرے اور آپ کے لیے سب کو یہ کافی ہے۔ میری تمنا ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت استاد کی اولاد کو ان کی گدی پر متمکن رکھیں۔ خیر المدارس آباد رہے، ہرا بھرا رہے۔ علماء آتے رہیں، طلباء پڑھتے رہیں، یہ فیض جاری رہے۔

مدارس دین کے قلعے ہیں

اللہ تعالیٰ تمام مدارس دینیہ کو...... یہ جو دین کے قلعے ہیں، دین کی کھیتیاں ہیں......ان قلعوں کو محفوظ رکھیں، ان کھیتیوں کو ہر آفت سے، بدعت کے کیڑوں سے، رافضیت کی وباؤں سے، مرزائیوں کے جھکڑوں سے، کیمونزم کے سیلابوں سے ان کھیتیوں کو محفوظ رکھیں (آمین)۔ اور کیا دعا ہو سکتی ہے۔ مجھے حکماً بلایا گیا ہے۔ نہ بھی بلایا جائے میں پھر بھی آؤں گا۔ مجھے حضرت استاد کی اولاد نہ بھی بلائے تو میں پھر بھی آؤں گا۔ میں کہتا ہوں یہ خدانخواستہ میری کس بات پر ناراض ہو کر مجھے دھکے دیں میں پھر بھی آؤں گا۔ کیوں کہ یہ میرے محسن کا گھر ہے۔

اور ابا جیؒ مثال دیتے تھے۔ وہ میں نے اپنی کتاب ''سیرت خلفاء'' کے شروع میں بھی لکھی ہے۔ فرماتے تھے: ''کتے کے پلے کو روٹی کا ٹکڑا ڈال دو، وہ دروازہ نہیں چھوڑتا''، تو جہاں سے دین کی بھیک ملی ہو، جو اس کو چھوڑ دے وہ حلالی نہیں ہو سکتا۔ یہ ان کی خوشامد نہیں، اظہارِ حقیقت ہے۔ ابا جیؒ پر احسان کیا علامہ السید الازہر العلامہ محمد انور شاہ کاشمیری نے......سب کہو رحمۃ اللہ علیہ۔ احسان کیا کہ ایک طالب علم کو ''امیر شریعت'' کی گدی پر بیٹھا دیا۔ انور شاہ کشمیریؒ معمولی آدمی نہیں۔ ان کا علم بھی ابن تیمیہؒ کی طرح، ابن حجر عسقلانیؒ کی طرح ''كان البحرُ لا سَاحِلَ لَهَا'' وہ سمندر تھا جس کا کنارہ نہیں۔ اور ان کا دل ایک ہزار جید علماء کو اکٹھا کروں تو ان کے دل میں وہ وسعت نہیں جو انور شاہ کشمیریؒ کے دل کی وسعت ہے۔ سبحان اللہ! جب لاہور میں امارت شریعہ کی بیعت ہوئی، ابا جی (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) نوجوان تھے، لیکن علماء کے خادم، علماء سے محبت کرنے والوں میں سے تھے۔ شروع سے جنون

تھا کہ دین کی حکومت آئے۔ دین والے میرے سامنے تختۂ اقتدار پر بیٹھے ہوں اور میں ان کے قدموں میں جھاڑو دوں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ...... کہو، نوّر اللہ مرقدہ۔ اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں، ان کو جنت الفردوس میں مقامات عالیہ سے نوازیں۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے بزرگوں کے ساتھ ان کو ہم نشین بنائیں۔ ہمارے محسنوں میں تھے۔ ہمارے بزرگوں اور بزرگ زادوں میں تھے۔ جالندھر میں ان کی تقریر تھی۔ یہ عزیز جانتے ہیں۔ انھوں نے ساہیوال میں بیان بھی کیا۔ میں تو تبرکاً کچھ باتیں کہوں گا تقریر نہیں ہوگی۔

ہاں دو تین حدیثیں تبرکاً خلافت راشدہ کے متعلق عرض کروں گا۔ بس اور کچھ مقصود نہیں۔ علماء کی تقریریں ہوتی رہیں گی۔ میں تو علماء میں شامل ہی نہیں، طلباء میں شامل ہوں، بالکل۔ میں اپنے آپ کو عالم نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ہزاروں مسائل میں بلا مبالغہ، باوضو کہتا ہوں اب بھی علماء کا محتاج ہوں۔ ہر وقت یہ خیال آتا ہے کہ اے کاش! مولانا ظفر احمد عثمانیؒ زندہ ہوتے تو یہ حدیث پوچھتا۔ ٹنڈو اللہ یار میں حاضر ہوا، زیارت ہوئی، کچھ باتیں پوچھیں، دل چاہتا تھا کہ مولانا اور جیتے تو دو، تین باتوں کا خدشہ تھا وہ جا کے ان سے حل کرتا۔ استاد (مولانا خیر محمد جالندھریؒ) جیتے ہوتے تو ان سے فقہ کے مسائل کی گھتیاں سلجھاتا۔ حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ صاحب زندہ ہوتے تو ان کی خدمت میں جاتا، کچھ باتیں پوچھتا تو سکونِ قلب ہوتا، علم میں اضافہ ہوتا لیکن بس یا لیتنا! اب یا لیتنا ہے۔ ہم علماء کے محتاج ہیں۔ اور میرے نزدیک خوش نصیبی کا دور طلباء کے لیے اس وقت تک قائم ہے جب تک وہ اپنے آپ کو اپنے بزرگوں کا محتاج کہتے ہیں۔ جس دن یہ سوّر اور یہ کیڑا دماغ میں آ گیا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں مجھے کسی کی ضرورت نہیں وہ دن "اوّلُ یَومٍ یومُ منفسد" پہلا بدنصیبی کا دن ہوتا ہے کسی مولوی کے لیے، کسی مبلغ کے لیے، کسی واعظ کے لیے بھی کہ وہ اپنے آپ کو سب سے مستغنی سمجھے۔ ہم ہر وقت میں علماء کے علم کے، ان کے افادے کے، ان کی تدریس کے، ان کے سمجھانے کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں سے وابستہ رکھیں۔ چاہے وہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین ہوں اور چاہے وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین ہوں۔ یہ دونوں ہمارے بزرگ تھے۔ ان کے ماننے والے ہمارے قابل احترام بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری زبان سے، قلم سے، علم سے، عمل سے ان کی توہین کا یہ عملِ بد نہ ہونے دیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر تنقید کریں کریں، ہمیں ان میں سے کسی کی توہین کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

میرے استاد (مولانا خیر محمد جالندھریؒ) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں تھے۔ لیکن میں تمھیں کیا سناؤں۔ کیا بتاؤں کہ وہ کتنے وسیع الظرف تھے۔ پوری مجلس احرار جلسۂ خیر المدارس میں ہوتی تھی۔ مسلم لیگ کے دوست اعتراض کرتے تھے کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں؟ فرماتے تھے میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو بھی کہا ہوا ہے کہ چاہے آپ کا بیٹا میرے مدرسے میں داخل ہے میں آپ کی وجہ سے مجلس احرار کا ممبر نہیں بنوں گا۔ اسی طرح تم کو کہتا ہوں یہ میرے سامنے فرمایا۔ اس لیے یہ تم کو کہتا ہوں کہ میرے شیخ میرے مرشد حضرت حکیم الامت تھانویؒ

ؒ ہیں۔انہوں نے پاکستان کی حمایت میں فتوی دیا ہے۔انہوں نے مسلم لیگ سے تعاون کا حکم دیا ہے۔لیکن ان کا مرید اور خلیفہ ہونے کے باوجود ان کے حکم کا پابند ہونے کے باوجود میں نے عہد کیا ہے کہ مسلم لیگ کے فارم پر دستخط نہیں کروں گا۔مسلم لیگ کا وفد صبح نو بجے سے خیر المدارس جالندھر کے دفتر میں بیٹھا ہے، ڈیڑھ بج گیے۔استاد رحمۃ اللہ علیہ جتنے مختصر وجود کے تھے، ان کا علم اور عزم اتنا مضبوط تھا۔قاری بشیر حسین، ڈاکٹر ولی محمد نے زور لگا لیا کہ حضرت! ایک دفعہ دستخط کر دیں۔حضرت نے فرمایا کہ میرے مرشد نے کہہ دیا کہ میں پاکستان کا حامی ہوں تو جہاں وہ وہاں ہم۔لیکن میں نے عہد کر رکھا ہے کہ میں ملکی سیاسیات میں دخل نہیں دوں گا۔کوئی تو کسی بات پر پکا ہو۔ہمارے ہاں تو ثبات ہی نہیں، مرتے دم تک وہ اسی پر قائم ہے۔بس آدمی ہو تو ایسا۔فرمایا کہ بخاریؒ صاحب سے میرا کم تعلق نہیں۔ان کا لڑکا...... میں اس کمرے کے دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہوا تھا وہ سب کچھ سن رہا تھا، ان کا لڑکا یہاں میرے پاس پڑھتا ہے لیکن میں نے ان سے بھی کہہ دیا کہ آپ چاہے جلسے پر آئیں چاہے نہ آئیں، ساری مجلس احرار ناراض ہو جائے مجھے پرواہ نہیں۔میں مدرسے کی خاطر اپنے مسلک میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ابا جیؒ نے فرمایا! بالکل میں آپ کو مجلس احرار کا ممبر بننے بھی نہیں دوں گا۔مجھے یہاں احرار نہیں چاہیے، مجھے خیر المدارس کی زندگی چاہیے۔ یہ مدرسے چلنے چاہییں۔ہر جگہ اپنی مرضی، اپنی دھونس نہیں چلانی چاہیے۔کچھ تھوڑا سا عمل غیر جانبداری کا رہنا چاہیے۔ مدرسے جو ہیں یہ سب کے سانجھے ہیں۔یہ ہماری دولت مشترکہ ہے۔ان کو ڈنڈے کے زور سے اگر سیاست میں گھسیٹو گے تو تھوڑے بہت جو چل رہے ہیں یہ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ہر آدمی یہاں آئے گا اور مسٹر، منسٹر، کمشنر یا کونسلر یہ فادرز آف سٹی، یہ شہر کے باپ بنے ہوئے ہیں، یہ مدرسوں کے بھی دادا جان بن جائیں گے۔یہ گرینڈ فادرز آف مدارس عربیہ بن جائیں گے۔ہر شخص یہ کہے گا کہ میری مرضی کے مطابق فلاں مولوی رکھو۔دوسرا کہے گا میری مرضی کے مطابق فلاں خطیب کو بلاؤ۔پھر یہ مدرسہ نہیں رہے گا مجھے گستاخی سے معاف کیا جائے یہ سیاسی چکلا بن جائے گا۔اللہ تعالی اس لعنت سے بچائیں۔بس چلنے دو گاڑی چلنے دو۔ہم آرہے ہیں، حاضر ہوتے ہیں، ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔

میں نے دو، تین آیات کریمہ پڑھی ہیں۔حدیث شریف پڑھی ہے اور فارسی کا شعر پڑھا ہے، اسی کی روشنی میں علماء کے متعلق کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔اس کے بعد جو میں نے وعدہ کیا ہے وہ میں عرض کروں گا۔آج کل کچھ لوگ بڑے ماشاءاللہ لنگٹ لنگوٹ کس کر آئے ہوئے ہیں۔ان کو معلوم نہیں کہ ہمارے سر پر بڑی مصیبتیں ہیں۔بڑی مشکلات ہیں۔ ہمیں اس سمندر کو بڑے حسنِ تدبیر، حسنِ عمل کے ساتھ سے پار کرنا ہے۔ہر وقت ایک موڈ مت رکھو۔تھوڑی سی تبدیلی ہونی چاہیے، تغیّر تفریق ہونی چاہیے۔تو تبرکاً جو یہاں پڑھا وہی سنا دیتا ہوں۔یہ باتیں علماء کو معلوم ہیں۔ان کو ضرورت نہیں ہیں۔مجھے اور آپ کو ضرورت ہیں۔جو نوخیز بچے پڑھ رہے ہیں دوسرے درجے میں یا فارسی کی جماعت میں ان کو ان باتوں کی ضرورت ہے۔علماء کو تو صرف تصدیق کی ضرورت ہے۔پڑھنے پڑھانے کا شغل تو ان کا چوبیس گھنٹے جاری ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ: رَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَسَلَّطَہُ عَلٰی ھَلْکَتِہِ فِی الْحَقِّ وَ رَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَ یُعَلِّمُھَا (متفق علیہ)

راویٔ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا تعارف

حضرت عبداللہ ابن مسعود......سب مل کر کے کہو! رضی اللہ عنہ۔صحابہ میں جو بزرگ صاحبِ فتوی تھے (مدینہ منورہ میں اور پھر بعد میں کوفے میں) ان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بہت بڑی حیثیت کے مالک ہیں۔ان کی کنیت ہے ''ابن اُمِ عبدؓ''۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کنیت سے ان کو خطاب فرمایا ''یا ابن ام عبدؓ'' اے اُمِ عبد کے بیٹے! یہ بچے تھے، مکہ مکرمہ سے چلے مدینہ منورہ میں آئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں آ گئے، سیرت اور تاریخ گواہ ہے کہ جن خوش نصیب بچوں کو بغیر رشتہ داری کے، بغیر خاندانی قرب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں، ازواج مطہراتؓ کے گھروں میں، بے روک ٹوک آنے کی اجازت تھی، ''فَابْنُ مسعودٍ اَحدٌ مِنھُمْ'' ان میں سے ایک ابن مسعودؓ تھے۔خود فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے طلب فرمایا۔تو شاید کسی نے روکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا کہ اس کو بلواؤ اور فرمایا کہ اوروں کے لیے قید ہے۔اوروں کے لیے پابندی ہے کہ جب آئیں ''فَلْیَسْتَاْذِنْ مِنِّیْ''، مجھ سے پوچھ کر اندر آئیں۔لیکن '' لکَ اِذْنٌ''، تجھے اجازت ہے پوچھ نہ پوچھ میرے حجرے میں آ جایا کر۔ سبحان اللہ! بہت سے لوگوں کو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پسند نہیں۔کیونکہ ان کی اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی روایت جو ہے وہ رفع الیدین کے خلاف ہے۔بھائی دین کسی کی پسند پر موقوف نہیں۔روایت حدیث اگر آ جائے تو اس کا احترام کرو، چاہے اپنے منشا کے خلاف ہے۔بیسیوں حدیثیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہیں، تو انھوں نے حدیث کو کچھ نہیں کہا، اپنی رائے کو دوسرے صحابہ کرامؓ کی حدیثوں سے مستند کیا۔کہ بھائی اگر یہ حدیثیں ہیں تو یہ بھی سر آنکھوں پر، لیکن میرے پاس اور بزرگوں کی حدیثیں ہیں جو ان سے زیادہ ہیں، جو ان سے زیادہ وزنی اور مضبوط ہیں، میں ان پر عمل کرتا ہوں۔حدیث کے متعلق زبان کھولنی آدمی کو جہنم میں پھینک دیتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ دورِ فاروقیؓ میں

تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ.....پچھلے سال بھی بیان کیا، تبرکاً صرف یاد تازہ کرنے کے لیے، ''ھُوَ مِسْکٌ مَا کَرَّرْتُہٗ یَتَضَوَّعُ'' رسول اللہ، ازواج رسول، اولادِ رسول، اصحاب رسول، سلام اللہ رضوانہ علیہم اجمعین ان کا ذکر تو روحانیت کی مشک اور کستوری ہے۔سبحان اللہ! اس کو بیان کرتے جاؤ۔روح مہکتی جائے گی۔باطن معطر ہوتا چلا جائے گا۔ایمان میں بہار آ جائے گی۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی کوفے بھیج دیا گیا تھا۔

میں نے یہ بھی بیان کیا تھا۔ مجھے تو اپنی باتیں یاد ہیں آپ کو نہیں رہتیں۔ آپ کو صرف دو تین باتیں یاد ہیں کہ عاشورہ گزر گیا ہے پڑکا نہیں کیا۔ ہمیں اس پر بہت ندامت ہے۔ بھات بھی پکا ہوا تھا وہ بھی نہیں کھایا۔ نیاز امام حسینؓ وہ بھی نہیں چکھ سکے۔ بڑا افسوس ہے اس کا۔ آپ کو اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں۔ کون کون سی باتیں یاد کرنے کی ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ کوفی میں

تو تین خلافتوں کا جب دور گزر گیا۔ حضرتِ امیر المومنین، امام المتقین، رابع الخلفاء الراشدین المھدیین ابو تراب ابوالحسن علی ابن ابی طالب......سب مل کر کے کہو، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب ان کی خلافت کی بیعت ہوگئی، تقریباً ساڑھے سات سو صحابہ کرامؓ نے مدینہ منورہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ یہ صحابہ ہی کے ہاتھوں سے بیعت ہوئی تھی کوئی للّو پنجوؤں نے بیعت نہیں کی تھی۔ گو ان کی تعداد اُن صحابہ کرامؓ کی تعداد سے بہت کم ہے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ لیکن اس میں بڑے بڑے عظیم القدر صحابی شامل ہیں۔ تو بیعت صحابہ ہی سے ہوئی۔ اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رقعہ لکھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطاب کیا تھا کہ "بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ......" کہ میری بیعت بازاری بدمعاشوں نے نہیں کی، میری بیعت میں پہلے وہی لوگ شامل ہیں جنہوں نے تیرے اور میرے بڑے حضرات ابوبکر عمر رضی اللہ عنھم کی بیعت کی تھی۔ استخلاف ہے، مطلب کہ میری بنیاد تو غلط نہیں۔ اگر تمہاری بشارت ہے تو میرے متعلق بھی پیغمبرؐ کی بشارت میں سناؤں؟ ایک بشارت بھی ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت لے کر خاندان سمیت مدینہ منورہ سے گویا دوسری ہجرت کر کے کوفے میں تشریف لائے تو اس سے پہلے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے کو دین کی چھاؤنی بنائے بیٹھے تھے۔

کوفہ اسلامی جغرافیائی چھاؤنی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوفے کو (ملکی) جغرافیائی چھاؤنی بنایا، کوفے کا کوئی قصور نہیں، "الکوفۃ طلٌ مستدیرٌ کبیرٌ"......کوفی کیا چیز ہے؟ ریت کا موٹا گول ٹیلا، اس کو کوفہ کہتے ہیں۔ سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے...... کیونکہ ابن سباء بدمعاش سے مشورہ نہیں کیا، نہ اس کی ناجائز اولاد سے مشورہ پوچھا۔ ان کو بڑی سخت تکلیف ہے کہ جغرافیائی حدود کے اندر مدائن میں ایرانی مجوسیوں خبیثوں کے مقابلے میں ابن خطاب نے یہ چھاؤنی کیوں بنوائی۔ بڑی تکلیف ہے۔ بعض لوگوں کو اب تک تکلیف ہے۔ ان بیچاروں کو اکثر قبض رہتی ہے۔ ہمارے پاس جلاب ہے۔ اس کا نام ہے "معاویہ" پلز۔ ایک گولی 1300 برس کی تمام قبض توڑنے کے لیے کافی ہے ان شاء اللہ۔ سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا قصور یہ ہے کہ اس نے بصرے اور کوفے کو آباد کیا، نام خود رکھوایا۔ تین ہزار صحابہ کرامؓ کی وہاں قبریں ہیں۔ درمیان میں جامع مسجد بنائی۔ دارالامارت بنایا۔ دائیں بائیں قطار کے اندر صحابہ کرامؓ، حفاظ، قراء، محدثین کے مکانات تعمیر ہوئے۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ اور کوفہ

سیدنا علی المرتضیٰؓ کو آخری ٹھکانہ اس کوفے میں ملا۔ میرا تو دعویٰ یہ ہے اگر کوئی سچے دل سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ماننے والا ہے، اس کی تو زبان بند ہو جانی چاہیے، اگر اس کوفے میں کوئی برائی ہوتی تو سچا شیعہ بھی اگر کوئی آجائے تو اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے یا امام معصوم کے اس عمل پر اللہ کے حضور میں سجدہ کر دینا چاہیے کہ سیدنا علیؓ پر حق اور سیدنا عمرؓ بھی برحق۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل غلط ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوفے کے بجائے مصر میں چلے جاتے، جہاں ان کے حامی زیادہ تھے۔ وہ یمن میں چلے جاتے جہاں ان کے ہاتھ پر ایک ایک دن میں دو دو ہزار آدمیوں نے کلمہ پڑھا۔ انہوں نے کوفے کو پسند کیا۔ اپنے داماد (سیدنا عمر فاروقؓ) کے بسائے ہوئے شہر کو پسند کیا۔ سیدہ اُم کلثوم بنت فاطمہ و بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے گھر والے نے جو شہر بسایا تھا اس کو پسند کیا۔ وہاں ان کے حامی بھی تھے۔ تو سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا عمل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عمل کی تائید ہے، تصدیق ہے کہ یہ کوفہ ٹھیک تھا۔ اس کا ذاتی قصور کوئی نہیں۔

جہاں روشنی وہاں اندھیرا

اگر کوئی شخص یہ وہم کرے کہ اسی کوفے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دشمن بھی پیدا ہو گئے تو مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد کریم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ ہے۔ حضرت ابو جہل کہاں رہتے تھے؟ یہ بھی حضرت ہیں۔ حضرت کی دو قسمیں ہیں۔ حضرتان: ایک حضرت وہ ہیں جو انبیاء کرامؑ کے سلسلے سے، صحابہ کرامؓ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے حضرت وہ ہیں جو حضرت ابلیس علیہ ما علیہ، فرسٹ اپوزیشن لیڈر فار دی اللہ: ان کی جماعت کے جو بڑے بڑے بزرغان دین ہیں ان کے حضرات کا نام بھی حضرت۔ تو حضرت ابو جہل جو سیدنا عمر بن خطابؓ کے حقیقی ماموں ہیں یہ دوسرے سلسلۂ فاسدہ کے رکنِ رکین اور حضرت۔ ہاں وہ اکیلے نہیں حضرت ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نہیں؟ حضرت تو ہیں۔ ویسے بھی بڑے حضرت تھے۔ اس حضرت نے پیغمبر کی (ابن بھتیجے کی) وہ مخالفت کی کہ ابو جہل کو بھی مات کر گیا۔ حضرت فرعون بھی تو گزرے ہیں سبحان اللہ! کتنے بڑے حضرت! تو ابو جہل پیدا ہوا مکے میں۔ پھر مکہ کو چھوڑ دو۔ حج کرنے مت جایا کرو۔ کیونکہ اللہ کا، اللہ کے رسول کا دشمن جو وہاں پیدا ہوا۔ یہ کوئی دلیل ہے؟ یہ تو پاگلوں والی بات ہے"

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَالِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ، فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ......(الانعام:95) سبحان اللہ! کہتا ہے کہ میں دانوں کو پھاڑتا ہوں۔ اتنا سا دانہ ہے۔ کون سی قوت ہے۔ کون سا محرک ہے۔ کون سا لشکر ہے۔ کون سی چیز ہے جو رات کو زمین کے پردے میں دبے ہوئے ریشم سے زیادہ نرم و نازک دانے کا منہ کھول دیتی ہے جیسے یتیم بچے کا منہ کھلا ہوا ہے۔ صبح کو اس کی کونپل کو کون باہر نکالتا ہے؟ اندھیرے سے روشنی کو میں لاتا ہوں، روشنی میں اندھیرے میں لاتا ہوں۔ میں نے مُردوں سے زندہ، زندوں سے مردہ پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ ھابیل

کے ساتھ قابیل کو پیدا کیا۔ یہ زندہ سے مردہ پیدا ہوا۔ سیدنا نوح علیہ السلام کو پیدا کیا، کنعان کو ساتھ پیدا کر دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ان کے ابا آزر کو پیدا کر دیا۔ سیدنا لوط علیہ السلام کو پیدا کیا، ان کی بیوی کو ساتھ پیدا کر دیا۔ یہ کون سی بات ہے؟ جہاں دوستی ہے وہاں دشمنی۔ جہاں روشنی وہاں اندھیرا۔ یہ سلسلہ تو چلا آ رہا ہے۔

عبدالمطلب کا جانشین کون

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا جان سمیت دس بھائی تھے۔ جناب عبدالمطلب کے بیٹے، 10 بھائی تھے۔ لیکن پوری امت کا اتفاق ہے، ایک فرقے کو چھوڑتا ہوں۔ ایک پارٹی کو چھوڑ کر، ایک اپوزیشن کو چھوڑ کر، پوری امت کا اتفاق ہے۔ ''اَسۡلَمَ مِنۡ عَمُوۡمَتِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم اِثۡنَان'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچوں میں سے صرف دو چچوں نے کلمہ پڑھا۔ ''العباس و حمزۃ ابنا عبد المطلب'' اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ابوطالب (کلمہ) پڑھ لیتے، مگر قسمت میں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زور لگایا۔ مطلب ہے کہ محنت کی۔ پاس بیٹھے۔ ان کے سوتیلے بھائی اپنے سوتیلے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پاس بیٹھایا، خود پاس بیٹھے، تلقین کی سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پاس بٹھایا کہ ابا سے کہو میرا کلمہ پڑھ لے، بغیر ٹکٹ کے جنت میں جائے گا۔ ''اَضۡمَنُ لَہُ الۡجَنَّۃَ'' میں گارنٹی دیتا ہوں کہ کلمہ پڑھے اور چچا کا دم نکلے یہیں سے جنت میں جائے گا۔ لیکن قسمت کو کون روک سکتا ہے۔ کچھ نہیں ہوا۔ ابولہب کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا زور لگایا؟ بہت زور لگایا، کچھ بھی نہیں ہوا۔ ابا جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے رخصت ہو گئے۔ سب سے بڑے سوتیلے تایا وہ بھی بہت مدت پہلے وفات پا گئے۔ قثم عبدالکعبہ مجل یہ بھی پہلے رخصت ہو گئے۔ ابوطالب، ابولہب، ......سیدنا عباس، سیدنا حمزہ...... جناب زبیر......انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جناب زبیر......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے تقریباً گیارھویں بارھویں سال میں رخصت ہو گئے۔ یہ وہی ''زبیر'' (چچا) ہیں جن کی گود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پرورش پائی۔ ہاں بے انصافی نہیں ہونی چاہیے۔ نہ ابوطالب کے ساتھ۔ نہ زبیر بن عبدالمطلب کے ساتھ۔ ''اَعۡطُوۡا کُلَّہٗ حَقَّہٗ'' جس کا جو حق ہے اس کو دو۔ ابوطالب نے گھر میں رکھا، اس کا انکار کرنا یہ بھی شرافت سے بعید ہے۔ زبیر نے گود میں پالا تو ابوطالب کی محبت میں اس کا انکار کرنا یہ بھی نمک حرامی ہے۔ ہر چیز کا اقرار کرو۔ میرے پاس تفصیل کا وقت نہیں، میں بتاتا کہ زبیر بن عبدالمطلب کون ہیں۔ اس تایا کی کیا خدمات ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ جناب عبدالمطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا جان کی علالت کے دنوں میں...... ''وَکَانَ اِبۡنَ ثَمَانَ عَشَر'' جناب عبداللہ کی 18 برس کی عمر تھی۔ ''فَاَرۡسَلَ اِلَیۡہِ اَکۡبَرَ اَبۡنَائِہٖ الزُّبَیۡرُ بۡنُ عَبۡدُ الۡمُطَّلَبِ اِلٰی مَدِیۡنَۃِ لِیَعُوۡدَہٗ وَیَتَمَرَّضَہٗ'' کہ جاؤ اور اپنے حقیقی بھائی کی بیمار پرسی کرو، تیمارداری کرو۔ تو جناب زبیر مکے سے چل کر آئے تھے۔ ابوطالب نہیں آئے تھے، سیدنا عباسؓ نہیں آئے تھے، سیدنا حمزہؓ نہیں آئے تھے۔ جنابِ ضرار نہیں آئے، جنابِ

حارث نہیں آئے۔ کوئی نہیں آئے۔ جنابِ ابو طالب مکہ میں رہے۔ بڑے تایا وہ چل کر مدینہ منورہ میں آئے۔ اماں آمنہ کے ننہیال میں آئے، اپنے بھائی کی عیادت کی۔ ان کی قسمت میں زندگی نہیں تھی وہ جوانی میں وفات پا گئے۔

اور تاریخ سے ثابت ہے۔ ''الروض الانف'' علامہ ابوقاسم سہیلی کی اٹھالو، علامہ مغلطائی کی کتاب لے لو۔ کوئی بڑی کتاب ہو اس میں لکھا ہے۔ ''قَدْ اَوْصٰی اِلَیْہِ عَبْدُ الْمُطَّلِبُ'' عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں میں جنابِ ابو طالب کی موجودگی میں، سیدین عباس اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں اپنا جانشین جس کو خود بنایا وہ جنابِ زبیر ہیں۔ اور ''حرب الفجار'' جو مکے میں قبیلوں کی آپس میں ہوئی، جس میں سب قبیلے جنگ میں شریک تھے۔ اور جھنڈا جو تھا پوری فوج کا، قیادت کا علم جس کو ''عقاب'' کہتے ہیں وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دادا کے ہاتھوں میں تھا۔ اور بنو ہاشم کے جو سردار تھے قریشیوں میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے تایا ''جناب زبیر بن عبدالمطلب'' تھے۔ اور حضور علیہ السلام کو انہوں نے (بھتیجے کو) پاس کھڑا کیا تھا تاکہ بچپن سے ہی جنگ آزمائی کی تربیت اور ٹریننگ ہو جائے۔ ان کے پاس ترکش تھا۔ ''وکان له زنبیل فیه الرماح والسهام'' اس میں نیزے اور تیر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیر نکال کر دیتے جاتے تھے تایا کو اور جنابِ زبیر (جو تایا تھے) ''وَکَانَ یَرْمِیْ بِهِ الْاَعْدَاء'' وہ ان تیروں سے دشمن پر تیر برساتے تھے۔

پیغمبر کا فیض تو دوزخ کے کناروں تک امتی کو گرنے نہیں دیتا

اب ہمارے مبلغ کو، واعظ کو، ذاکر کو، خطیب کو اگر یہ یاد نہیں آتا تو تاریخ کا یا سیرت کا قصور نہیں یہ اپنی آنکھوں کا آپریشن کرانے والی بات ہے۔ وہی اباجیؒ والی بات کہ: ''دلّی دیکھو! دونوں آنکھوں سے دیکھو'' جو چیز ابو طالب کی منقبت ہے اس کو مت بھولو۔ لیکن جو تاریخ زبیر بن عبدالمطلب کی ہے اس کو مت چھپاؤ۔ یہ بھی کتمانِ حق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کانی بیان نہ کرو بلکہ دونوں آنکھوں والی بیان کرو۔ اگر ابولہب نے باندی کو آزاد کیا ''ثُوَیبَہ'' کو...... جس کو بڑے بڑے پڑھے لکھے جاہل آج کل ''ثُوبیہ'' کہتے ہیں۔ مولویوں کے بیٹے اُو جناب اوثوبیہ کون سی؟ میں نے کہا کہ ثوبیہ ایک مشین نکلی ہے پسرور اور سیالکوٹ کے علاقے سے وہ ہوگی۔ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابولہب نے جو باندی آزادی کی تھی، میں نے کہا وہ ثوبیہ نہیں بلکہ ''ثُوَیبَہ'' ہے۔ بروزن ''جُہینہ'' ''مُزینہ'' ''عُرینہ''۔ ''ثوبیہ نہیں''، ''ثُوَیبَہ'' ہے، باندی تھیں اور جب کلمہ پڑھ لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو'' فَکَانَتْ مِنَ السَّابِقَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ'' ۔ السابقون کے مقابلے میں اس باندی کو خدا نے شرف بخشا کہ وہ مومنوں میں اوّل درجے کی عورت بن گئیں۔ جیسے سیدہ خدیجہ ام المومنین سیدوں کی دادی نانی جان! سلام اللہ علیہا کو خدا نے یہ شرف عطا فرمایا کہ سب سے پہلی عورت جس نے مکے میں نبی کا کلمہ پڑھا۔ شوہر کی حیثیت سے بھی جانچ کر اور ایک سچے اور مخلص انسان کی حیثیت سے بھی آزما کر، وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ثُوَیبَہ نے اس دور میں کلمہ

پڑھا جب محمد علیہ السلام کو نبی کی حیثیت سے ذکر کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ یہ ابولہب کی بات ہے نا۔ کہتے ہیں کہ ابولہب کے عذاب میں اس دن کچھ تخفیف ہو جاتی ہے جہنم میں جس دن وہ باری کے مطابق وہ دن آتا ہے (اتوار کا، پیر کا، منگل کا، یا جمعرات کا) جس دن ابولہب نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے چچا نے ''ثُویبہ'' کو آزاد کیا تھا۔ کہتے ہیں علماء...... میں نے کوئی حدیث شریف نہیں پڑھی، ہوتا ہوگا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ پیغمبر کا فیض تو دوزخ کے کناروں تک امتی کو گرنے نہیں دیتا۔ وہ بدبخت ہی ہے جو گر جائے۔ دیکھو نبی کے فیض کا کیا حال ہے کہ ان کے نام پر پیدائش پر...... ابھی نبی بن کر آئے نہیں، مبعوث نہیں ہوئے، وہ ابھی بالقوہ نبی تھے، بالفعل نبی نہیں بنے تھے۔

لیکن ان کی برکت کا یہ عالم ہے کہ کافر چچا بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں ایک باندھی کو آزاد کرتا ہے...... جب حضور علیہ السلام اماں آمنہ کی گود میں دودھ پی رہے تھے۔ تو فیض اور برکت رحمۃ للعالمین کی یہ ہے کہ اس کی برکت سے لوگ کہتے ہیں ابولہب کے عذاب میں کوئی تخفیف ہو جاتی ہے۔ بہت بڑی فیض کی بات ہے۔ تو بات لمبی نہ ہو جائے۔ ہر ایک کا حق اس کو دینا چاہیے۔ ابو طالب نے اپنی طرف سے جو محبت، خدمت کرنی تھی وہ کی، لیکن بے چارے غریب تھے۔ بعض سید کہتے ہیں مولوی صاحب آپ نے تو ہمیں الٹے راستے پر چلایا ہوا ہے۔ کوئی ''اِن کان'' والا راستہ بتائیں۔ ''انکم تقیسون'' وہ انکم ٹیکس ہوتا ہے نا ''انکم تقیسون'' کوئی راستہ بتائیں کوئی مارنے والا کوئی لوٹنے والا راستہ بتائیں، یہ راستہ تو ہمیں بھوک سے ماردے گا۔ ان کو پتہ نہیں۔ اگر ابو طالب کی اولاد ہو، حلالی ہو تو ابو طالب...... تاریخ کا فیصلہ ہے، ابن کثیر اٹھا کر دیکھ لو، میرے پاس حوالہ موجود ہے۔ ''الروض الانف'' میں موجود ہے۔ ''ابو طالب بن عبد مناف کان مُقِلًّا فی المال'' ابوطالب باوجود اتنے بڑے منصب پر، متولیانِ کعبہ کی کرسی پر بیٹھنے کے باوجود، اپنے بھائیوں میں، خاندان میں، سب سے زیادہ غریب تھے۔ جب یہ حالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی، (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ابتداءً منتظم الامور بنے، ان کے نمائندے بنے پھر مستقل شراکت پر کاروبار شروع کر دیا۔ اسی وقت میں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا چچا! آپ غریب ہیں، ایک تقسیم کر دیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ مجھ کو دے دیں۔ ابو طالب نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کو تم لے جاؤ۔ اور سیدین عقیل اور جعفر رضی اللہ عنہما کو سیدین عباس اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے حوالے کر دیا۔ ابو طالب نے تنہائی پسند کی۔ کیا مطلب کہ گھر میں روٹی پکانے کی گنجائش نہیں۔ (جاری ہے)

محمد انصار اللہ قاسمی

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اختلاف کی حقیقت وسچائی

1۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اوصاف وکمالات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم اور بنیادی صفت ''خاتم النبیین'' کو بیان فرمایا ہے، مطلب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی و پیغمبر بنا کر بھیجے جانے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، بلا لحاظ مسلک و مشرب پوری دنیا کے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کو اسلام کے ایک بنیادی عقیدہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کی حیثیت سے مانتے ہیں، اس عقیدہ کی وضاحت کے لئے قرآن مجید کی ایک سو آیات اور دوسوا حادیث موجود ہیں (دیکھئے کتاب ''ختم نبوت کامل'' از مولانا مفتی شفیع عثمانیؒ) اہم بات یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں جہاں اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں سے بھی آگاہ فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں تیس جھوٹے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اپنے بارے میں نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کرے گا لیکن یاد رکھو میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ (ترمذی حدیث نمبر 2219)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشن گوئی کے مطابق خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، اسی شیطانی سلسلہ کی ایک کڑی خود کو 'احمدی مسلمان' یا ''احمدیہ مسلم جماعت'' کہنے والا قادیانی فرقہ کا بانی اور پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ہے، ہمارے ملک پر جب برٹش امپائر کا قبضہ تھا تو اس شخص نے انگریزوں کے اشارہ اور مشورہ پر اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، تاکہ اپنے خود ساختہ مذہبی عقائد وتعلیمات کی روشنی میں یہاں کی عوام بالخصوص مسلمانوں کو انگریز حکومت کا غلام بنایا جا سکے، مرزا غلام احمد قادیانی نے 23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ، پنجاب میں باضابطہ اپنے فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس تاریخ سے اپنے جھوٹے دعوؤں (مثلاً: مجدد ہونا، مہدی ہونا، عیسی مسیح ہونا وغیرہ) پر لوگوں سے بیعت لینی شروع کی۔

2۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور دوسرے جھوٹے دعوؤں کی وجہ سے اس کے ماننے والوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا، جو آگے چل کر ایک مستقل فرقہ بن گیا، فرقہ بننے کے بعد مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان صرف ایک عقیدہ یعنی عقیدۂ ختم نبوت کا اختلاف باقی نہ رہا بلکہ عقائد سے لے کر عبادات تک، تعلیمات سے لے کر تعلقات تک اور شخصیات سے لے کر مقامات تک پورا مذہبی نظام اور سسٹم ہی بدل گیا، جیسا کہ خود قادیانی فرقہ کا دوسرا سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اپنے باپ مرزا غلام قادیانی کے حوالہ سے کہا ہے:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں، آپ نے فرمایا:

یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے‘‘ (اخبار ’’الفضل‘‘ مؤرخہ 3 جولائی 1931ء)

مرزا بشیر الدین محمود کی اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ایسا اختلاف نہیں ہے، جیسا اختلاف ایک جماعت کا دوسری جماعت سے یا ایک فرقہ سے ہے، یعنی یہ اختلاف دیوبندی، بریلوی اختلاف ہے: بالکل یہی اختلاف اسلام اور قادیانیت کے درمیان ہے، اس سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہوگئی کہ قادیانیت کسی مسلک اور فرقہ کا نام نہیں ہے بل کہ اسلام کے مدمقابل ایک نئے متوازی مذہب کا نام ہے۔

3۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان عقائد ونظریات کا جو کھلا ہوا فرق ہے، اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں تا کہ یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں (فالورز) کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق اور رشتہ نہیں ہے:

(۱) مسلمان کلمہ طیبہ میں ’’محمد رسول اللہ‘‘ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیتے ہیں اس کے برخلاف قادیانیوں کے یہاں ’’بعثت ثانی‘‘ کے عنوان سے ایک گمراہ فلسفہ ہے، اس فلسفہ کی بنیاد پر یہ لوگ مرزا غلام قادیانی کو نعوذ باللہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا وجود مانتے ہیں اور اس وجہ سے کلمہ کے الفاظ میں ’’محمد رسول اللہ‘‘ سے مرزا غلام قادیانی کو مراد لیتے ہیں۔

(۲) مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ورسالت کے سلسلہ کو بند مانتے ہیں، اس کے برخلاف قادیانی نبوت ورسالت کے سلسلہ کو جاری مانتے ہیں۔

(۳) مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے، اس کے برخلاف قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں، اس کے بعد وہ کسی بھی مدعی نبوت کو نہیں مانتے۔

(۴) مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے نازل ہونے کے سلسلہ کو بھی بند مانتے ہیں، اس لیے وہ قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب مانتے ہیں، اس کے برخلاف قادیانی وحی کے سلسلہ کو جاری مانتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے شیطانی الہامات وکشوف کو وحی کا درجہ دے کر قرآن مجید کی طرح اس کو حق اور سچ مانتے ہیں۔

(۵) مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب کے مقدس شہر مکہ مکرمہ جاتے ہیں، اس کے برخلاف قادیانی ’’جلسۂ سالانہ قادیان‘‘ میں شریک ہونے کو حج کرنے کے برابر قرار دیتے ہیں اور اس کو ’’ظلی‘‘ حج‘‘ کہتے ہیں۔

(۶) مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو ''روضہ اطہر'' اور ''گنبد خضرا'' کہتے ہیں اور اس کی حاضری کو اپنے لیے عین سعادت وخوش نصیبی سمجھتے ہیں، اس کے برخلاف قادیانی مرزا غلام قادیانی ملعون کی قبر کو ''گنبد بیضا'' کہتے ہیں اور اس کی قبر کے پاس جانے کو نیک کام سمجھتے ہیں۔

(۷) مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو ''صحابہ'' مانتے ہیں، اور ان کا نام لکھتے اور بولتے وقت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس کے برخلاف قادیانی مرزا غلام قادیانی کے ساتھیوں کو صحابہ مانتے ہیں، اور ان کے ناموں کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' لکھتے ہیں۔

(۸) مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو ''امہات المؤمنین'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھرانہ کو ''اہل بیت'' مانتے ہیں، اس کے برخلاف قادیانی مرزا غلام قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کو ام المؤمنین اور اس کے گھرانہ کو اہل بیت مانتے ہیں۔

(۹) مسلمان مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور مسجد اقصیٰ، بیت المقدس کو مقامات مقدسہ مانتے ہیں، اس کے بالمقابل قادیانی قادیان پنجاب انڈیا کو مقدس مقام مانتے ہیں۔

(4) مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوؤں اور اسلام کے بنیادی عقیدوں کے انکار کی وجہ سے مسلمانوں کے تمام مسلکوں اور دینی جماعتوں سے وابستہ علماء مفتیان نے متفقہ طور پر فتویٰ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔1974ء میں سعودی عرب کے مقدس شہر مکہ مکرمہ میں 152 مسلم ملکوں پر مشتمل پوری مسلم دنیا کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی'' (ورلڈ مسلم لیگ) کی کانفرنس منعقد ہوئی اس کانفرس میں تمام مسلم ملکوں کے مذہبی رہنماؤں اور اسکالرس نے اس فتوی کی تصدیق وتائید کی اور قادیانی فرقہ کے غیر مسلم ہونے کے سلسلہ میں مستقل قرارداد منظور کی۔

قادیانی فرقہ کے مسلمان نہ ہونے پر علماء ومفتیان کرام کے متفقہ فتویٰ کے بعد مسلمان:

(۱) نہ کسی قادیانی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں

(۲) نہ قادیانی مردوں کو اپنے قبرستان میں دفن کر سکتے ہیں

(۳) نہ قادیانی کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا حلال جانور کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں

(۴) نہ قادیانیوں کی دعوت وغیرہ میں شریک ہو سکتے ہیں اور نہ اپنی دعوتوں میں انھیں مدعو کر سکتے ہیں

(۵) نہ قادیانی لڑکے، لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور نہ اپنے لڑکے لڑکیوں کو ان کے نکاح میں دے سکتے ہیں

(۶) نہ قادنیوں سے دوستی اور میل جول رکھ سکتے ہیں

(5) قادیانی فرقہ اسلام کے نام پر اور مسلمان کے بھیس میں اپنے کفریہ عقائد اور گمراہ تعلیمات کی تبلیغ کرتے ہوئے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ بالخصوص دیہاتوں میں مسلمانوں کی دین سے ناواقفیت اور ان کی غربت وجہالت کا فائدہ اٹھا

کر اپنی سرگرمیاں چلا رہا ہے، قادیانی عیسائی مشنریز کے طرز پر علاج، تعلیم اور مالی امداد کا لالچ دے کر دیہات کے مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں، اسی طرح شہروں میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے اپنا گمراہ اور گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے ہیں، مختلف عنوانات سے پروگرام رکھ کر عام لوگوں کو شرکت کی دعوت دیتے ہیں اور یہ تأثر دیتے ہیں کہ ہم بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں، بالخصوص نوجوانوں کو ان کے مزاج اور جذبات کے مطابق مختلف کھیلوں کا مقابلہ رکھتے ہیں، اور جم سنٹرس کھولتے ہیں، اس طرح نوجوانوں کو اپنے قریب کرنے کے بعد آہستہ آہستہ انہیں دولت ایمان سے محروم کر دیتے ہیں۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی اسلام کے بنیادی عقیدوں بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت سے اچھی طرح واقف ہوں، شہروں اور دیہاتوں میں قادیانی فرقہ کی ارتدادی سرگرمیوں سے ہوشیار و باخبر رہیں، دیہاتوں میں موجود اپنے رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری کریں، اپنی استطاعت اور گنجائش کے مطابق دیہاتوں میں رہنے والے مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں، اس کے علاوہ شہروں میں قادیانی سرگرمیوں کا علم ہونے پر علماء کرام اس سے مطلع کریں اور خود بھی دوسرے مسلمانوں کو ان سرگرمیوں میں شرکت سے روکنے کی کوشش کریں، قادیانی فتنہ کے تعاقب اور اس کے سدباب کے لیے سرگرم ”مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ تلنگانہ وآندھرا پردیش“ کا ساتھ دے کر دیہاتوں اور شہروں میں اس کی خدمات وسرگرمیوں کو مضبوط ومستحکم کریں، مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں میں خود بھی شریک ہوں اور دوسروں کو بھی شرکت کی دعوت وترغیب دیں۔

عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لیے حسب ذیل کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں:

(۱) ختم نبوت کامل، از حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانیؒ

(۲) قادیانیت تحلیل وتجزیہ، از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(۳) قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟ از حضرت مولانا منظور نعمانیؒ

(۴) قادیانی فرقہ توہین اسلام کا مجرم، از مولانا محمد ارشد علی قاسمی

(۵) ختم نبوت چہل حدیث، از مولانا محمد انصار اللہ قاسمی

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
فون نمبر: 0302-8630028
061 -4552446
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

اخبارُالاحرار

رپورٹ ’’ماہانہ فری میڈیکل کیمپ مسلم ہسپتال چناب نگر‘‘ و رمضان راشن تقسیم

مسلم ہسپتال چناب نگر میں مؤرخہ 7 فروری 2026 کو ماہانہ فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ جس میں شوگر، معدہ، بلڈ پریشر اور الرجی سمیت بچوں کے امراض کا مفت علاج کیا گیا، ادویات شوگر ٹیسٹ اور دیگر طبی سہولیات بھی مفت فراہم کی گئیں۔ جنرل او پی ڈی 173، شوگر ٹیسٹ 15، کل مریض 188۔ اس ماہ مجلس احرار اسلام تلہ گنگ اور سرگودھا کے وفود نے بھی خصوصیت سے کیمپ کا وزٹ کیا اور کام کو سراہا۔

اسی طرح ماہ رمضان میں بالخصوص اور سال بھر عموماً چناب نگر کے ضرورت مند مسلمانوں اور نومسلموں میں راشن تقسیم کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ اس سال رمضان 1447۔ فروری 2026 میں بھی 70 گھرانوں تک باعزت طریقے سے راشن پہنچایا گیا۔ یہ سب اللہ کی توفیق اور آپ حضرات کے تعاون سے ممکن ہوتا ہے۔

مجلس احرار اسلام جلہ جیم میلسی کے زیر اہتمام سالانہ تبلیغی اجتماع

مجلس احرار اسلام جلہ جیم میلسی کے زیر اہتمام 15 فروری 2026ء بروز اتوار، بعد نماز مغرب، جامع مسجد سبحان اللہ، نزد القائد سکول، باغ والی گلی، جلہ جیم میلسی میں ’’سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں نواسہ امیر شریعت، سید محمد کفیل بخاری مدظلہ (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان) نے خصوصی شرکت و خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت جناب مولانا عبدالمنان مدظلہ (ناظم جامعہ خیر المدارس ملتان) نے کی۔ بعد ازاں حضرت قائد احرار، جناب میاں محمد ربنواز (رئیس جلہ جیم) کے ہاں تشریف لے گئے۔ کانفرنس میں کہروڑ پکا سے جناب مولانا محمود الحق شریف نعمانی، محترم جناب کاشف جاوید چوہان اپنے وفد کے ہمراہ تشریف لائے۔ اجتماع میں حافظ محمد اکرم احرار، جناب مولانا محمد اکمل احرار، مولانا محمد رضوان احرار، میاں ریاض احمد، جناب قاری محمد عزیر، بھائی محمد حسنین، بھائی محمد عاصم سمیت مقامی علماء کرام اور احرار کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

افتتاح جامع مسجد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

(رپورٹ: فرحان الحق حقانی) جامع مسجد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ (شاخ مدرسہ معمورہ رجسٹرڈ، دار بنی ہاشم) احمد سٹریٹ، نیو شالیمار کالونی نزد ٹی چوک ملتان کا افتتاح 25 شعبان المعظم 1447ھ مطابق 14 فروری 2026ء بروز ہفتہ نماز ظہر کی ادائیگی سے کیا گیا۔ نماز ظہر کی اذان قائد احرار، نواسہ امیر شریعت، حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان) نے خود کہی، نماز کی امامت کرائی اور نمازیوں سے مختصر بیان بھی کیا۔ نماز و بیان کے بعد حضرت شاہ جی مدظلہ نے اجتماعی دعا کرائی۔ نمازیوں کے اکرام کیلئے ان میں مٹھائی تقسیم کی

گئی۔ اس مختصر مگر پُروقار و یادگار افتتاحی تقریب سعید کے میں نبیرہ امیرِ شریعت، مولانا سید عطاء المنان بخاری (مرکزی ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) مولانا تنویر الحسن احرار (مرکزی نائب ناظم اطلاعات و نشریات مجلس احرار اسلام پاکستان) مولانا محمد اکمل احرار (ناظم مجلس احرار اسلام ضلع ملتان) محمد فرحان الحق حقانی (ترجمان مجلس احرار اسلام ضلع ملتان)، مولانا فیصل متین سرگانہ، مولانا سید عطاء المحسن بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ ملتان) حافظ سید محمد احمد بخاری، محمد معاویہ خادم، استاد رمضان، استاد جاوید، استاد شیخ محمد عمر، استاد سحر علی، اللہ نواز خان، اکبر علی مغل، ملک شبیر کمبوہ، عارف بھٹہ، احمد اسماعیل بھٹہ، استاد عثمان، استاد عابد، ندیم، عباس، سلیم، احمد، جمشید، سید خالد حسین بخاری، عبد الواجد لطیف مغل، حافظ اخلاصِ احمد، عرفان سیال، حافظ عبد الحیٔ، مولوی محمد کاشف، قاری محمد عمران ڈیروی نے شرکت کی۔

دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

(رپورٹ: محمد فرحان الحق حقانی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ دس روزہ ختم نبوت کورس 24 جنوری تا 03 فروری 2026ء مرکز احرار، دار بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوا۔ اختتامی و انعامی تقریب 04 فروری 2026ء کو منعقد کی گئی۔ اختتامی تقریب میں قائدین تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت، نواسہ امیرِ شریعت و قائدِ احرار، مولانا سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان)، حضرت مولانا پیر حافظ ناصر الدین خان خاکوانی دامت برکاتہم (مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)، نبیرہ امیرِ شریعت، حافظ سید محمد معاویہ بخاری مدظلہ (مدیر ماہنامہ الاحرار ملتان) نے بطورِ خاص شرکت کی۔ دس روزہ کورس میں ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام، شیوخ الحدیث، مناظرین، قانون دان اور دانشور حضرات نے اپنے اپنے موضوعات پر سیر حاصل اسباق پڑھائے۔ دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس کی مختلف نشستوں سے جن حضرات نے اپنے اپنے متعینہ عنوان پر طلباء کو اسباق پڑھائے اور لیکچرز دیئے ان کی مختصر روداد و خلاصہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ، مولانا سید محمد کفیل بخاری، مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)، عبد اللطیف خالد چیمہ (مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)، مناظر ختم نبوت، مولانا محمد مغیرہ (مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان و خطیب جامع مسجد احرار، چناب نگر)، وفاق المدارس العربیہ پاکستان جنوبی پنجاب کے ناظم، مولانا زبیر احمد صدیقی (مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ شجاع آباد) اور مولانا عابد مسعود ڈوگر (مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان) نے کہا کہ قوانینِ ختم نبوت کی حفاظت ہر پاکستانی کے ایمان کی حفاظت ہے۔ اس معاملے پر کسی قسم کی غفلت، کمزوری یا سمجھوتہ ناقابلِ قبول ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد ہے، جس کے تحفظ کیلئے پاکستان میں بنائے گئے آئینی و قانونی اقدامات پوری قوم کی مشترکہ امانت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان قوانین پر مکمل اور غیر متزلزل عمل درآمد ریاست کی

آئینی ذمہ داری ہے۔قائدین ومبلغین احرار نے کہا کہ ہم نے نامساعد حالات کے باوجود اپنا دعوتی وتبلیغی سفر جاری رکھا ہوا ہے جو آج تک جاری ہے اوران شاء اللہ یہ پرامن دعوتی وتبلیغی سفر آئندہ بھی جاری وساری رہے گا۔مولانا حافظ پیر ناصرالدین خاکوانی نے کہا کہ وطن عزیز سے فتنہ قادیانیت کو پاک کرنے کی قانونی جدوجہد کومزید تیز اور منظّم کرنا ہوگا۔سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ صحابہ کرام واہل بیت اطہار ہمارے ایمان وعقیدے کا حصہ ہیں۔امت مسلمہ کی کامیابی وکامرانی، سیرتِ طیبہ اوراسوہ صحابہ کرام واہل بیت اطہار پرمکمل عمل پیرا ہونے میں ہی ہے۔دیگر مقررین واساتذہ نے کہا کہ حضرت امیر شریعت اورابنائے امیر شریعت نے فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے ’’فتنہ قادیانیت‘‘ کوناکوں چنے چبوائے،اور لاہوری وقادیانی مرزائیوں کی اسلام و پاکستان کیخلاف کی جانیوالی ہرسازش و کوشش کوفدائیان احرار وختم نبوت نے جرائت و بہادری کے ساتھ ناکام ونامراد بنایا۔انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام پاکستان کی انتھک جدوجہد اورشہدائے ختم نبوت 1953ء کے مقدس خون کی برکت سے صوبہ بلوچستان ’’قادیانی اسٹیٹ‘‘ بننے سے محفوظ رہا۔نوٹ کورس کی مختلف نشستوں سے پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی،مولانا محمد مغیرہ (مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)، نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاءالمنان بخاری،مولانا محمد عابد مدنی (استاذ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان)،مولانا واصف الکریم نعمانی،مولانا تنویرالحسن احرار،مولانا مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، حافظ عبیداللہ،مولانا محمد بلال (چنیوٹ)، ڈاکٹر محمد آصف،سینئر وممتاز قانون دان، جناب معظم معاویہ قریشی ایڈووکیٹ، جناب سجاد ضیغم ایڈووکیٹ نے کہا کہ دفاع صحابہ ہی دفاع اسلام و پاکستان ہے۔انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام پوری امت مسلمہ کے محسن ہیں اوران کا ہم پر یہ قرض وفرض ہے کہ جماعت صحابہ پرتبرا کرنیوالوں کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اورانہیں آئین وقانون کی روشنی میں قرار واقعی اورعبرت ناک سزا دلوائی جائے۔کورس میں تشریف لانے والے معلمین واساتذہ کرام نے عیسائیت، رافضیت، بہائیت، ہندومت کے تعارف، تاریخ اسلام، حیات عیسٰی علیہ السلام، مرزا قادیانی کے دعاوی، الحاد وزندقہ،مغربی تہذیب اوراس کے اثرات، قادیانیت کی سیاسی تخریب کاریوں جیسے اہم عنوانات پر اظہار خیال کیا۔ 27 جنوری 2026ء بروز منگل، ابنِ شاعر احرار وختم نبوت، مرحوم سید امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، جناب سید سلمان گیلانی صاحب، حضرت قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری صاحب سے ملنے دار بنی ہاشم تشریف لائے، انہیں دار بنی ہاشم ملتان پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں ان دنوں دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس کی کلاسز بھی چل رہی ہیں، تو انہوں نے پچاس سالہ فتح ربوہ، احرار ختم نبوت کانفرنس کیلئے اپنا تیار کردہ کلام (جو انہوں نے 12 ربیع الاول 1447 ہجری، جامع مسجد احرار، چناب نگر میں پڑھ کر سنانا تھا، اپنی ناسازی طبیعت کے سبب اور مسجد احرار نہ پہنچنے کے باعث) پڑھ نہ سکے تھے۔ وہ شرکائے ختم نبوت کورس کو اپنے مخصوص ومنفرد انداز میں سنایا۔اس موقع پر ان کے ہمراہ، ان کے تلمیذ رشید، جناب حافظ محمد بلال حسان نے بھی جناب سلمان گیلانی صاحب کے حکم پر خوبصورت کلام پڑھ کر سنایا اور تمام شرکاء وحاضرین سے خوب داد

وصول کی۔ کورس کے انتظامات کو بہتر سے بہترین بنانے کیلئے جناب مولانا محمد اکمل احرار (ناظم، دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس وامیر مجلس احرار اسلام ضلع ملتان)، مولانا مفتی محمد نجم الحق، محمد فرحان الحق حقانی، مولانا محمد فیصل اشفاق، مولانا حافظ محمد ابوذر، مولانا عبدالباسط انصاری، مولانا اخلاق احمد، مولانا محمد فہیم عاشق، مولانا محمد عثمان ممتاز، مولانا ثانی اثنین الحق، مولانا محمد مدثر اسماعیل، مولانا علی معاویہ، مولانا سید محمد عدنان شاہ بخاری، ارشاد احمد، احمد علی سمیت دیگر کارکنان احرار وادارہ نے انتہائی دلجمعی وجانفشانی سے اپنی طے شدہ ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ کورس میں مدارس و جامعات، کالج و یونیوسٹی کے طلباء واساتذہ، تاجر، وکلاء وصحافی اور ڈاکٹرز حضرات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ باقاعدہ مکمل کورس میں شامل ہو کر اسناد وانعامات حاصل کرنے والے طلباء کی اچھی خاصی اور حوصلہ افزاء تعداد تھی۔ الحمدللہ! کورس کے تحریری وجائزہ امتحان میں اصغر بلال ولد محمد بلال (جھنگ) نے اول، محمد احمد ولد زاہد تنویر (خانیوال) نے دوم، اور حماد حسن ولد محمد حسنین (لاہور) نے سوم پوزیشن حاصل کی۔ قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت، مولانا سید محمد کفیل بخاری، مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی اور دیگر ذمہ داران نے پوزیشن ہولڈر سمیت کورس میں باضابطہ شریک ہونے والے طلباء کو کتب سمیت دیگر تحائف دیئے۔

حق تعالیٰ جل مجدہ!

ان طلباء کو ختم نبوت کا داعی ومناد، محافظ ومجاہد اور چوکیدار و پہریدار بنائے۔ آمین، یارب العالمین!

اختتامی تقریب میں اجتماعی واختتامی دعا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ، جناب مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب نے کرائی اور وطن عزیز پاکستان کی تعمیر وترقی، سلامتی واستحکام کیلئے مجلس احرار اسلام سمیت تمام دینی وقومی تحریکات کی کامیابی کیلئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

مجلس احرار اسلام ضلع سرگودھا کے زیر اہتمام تین روزہ ''استقبالِ رمضان وعقیدۂ ختم نبوت'' کورس کا انعقاد

مجلس احرار اسلام ضلع سرگودھا کے زیر اہتمام 13، 14 اور 15 فروری کو ''استقبالِ رمضان المبارک وتحفظِ عقیدۂ ختم نبوت'' کے عنوان سے تین روزہ عظیم الشان کورس کا انعقاد ''جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ'' میں کیا گیا۔ اس بابرکت پروگرام کی میزبانی مولانا طاہر نصیر صاحب نے انجام دی، جبکہ نگرانی کی ذمہ داری جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام ضلع سرگودھا مولانا عبدالسمیع قریشی صاحب نے بحسن وخوبی انجام دی۔

یہ روحانی وفکری نشست اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت کامیاب اور بابرکت رہی۔ تینوں دن کثیر تعداد میں علماء کرام، طلبہ، نوجوانانِ ملت اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت وضرورت کو از سرِ نو سمجھنے اور اس کے تحفظ کے عزم کی تجدید کی۔

معزز مدرسین ومقررین نے اپنے اپنے عنوانات پر عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مدلل، پُر اثر اور بصیرت افروز گفتگو فرمائی۔ مقررین میں حضرت اقدس مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم (جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا)، مولانا

قاری احمد علی ندیم صاحب (انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پنجاب)، محترم جناب ڈاکٹر محمد آصف صاحب (مرکزی نائب ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام)، مولانا عبدالصمد ساجد صاحب، مولانا احمد علی صاحب (شبان ختم نبوت) اور مولانا مفتی جنید اسلم صاحب (امیر مجلس احرار اسلام ضلع سرگودھا) شامل تھے۔

تمام اکابرین نے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی قرآنی وحدیثی دلائل کے ساتھ وضاحت کی، فتنوں کی نشاندہی کی اور نوجوان نسل کو علمی، فکری اور عملی میدان میں ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمائی۔ خصوصاً استقبالِ رمضان المبارک کے حوالے سے اصلاحِ نفس، تزکیۂ باطن اور عملی تیاری کے اہم نکات بھی بیان کیے گئے۔

سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام ضلع سرگودھا مولانا عمر فاروق مدنی صاحب نے اپنے اختتامی کلمات میں کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضلع سرگودھا میں مجلس احرار اسلام ہر باطل نظریے کے خلاف بھرپور کردار ادا کرتی رہے گی، بالخصوص عقیدۂ تحفظ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں علمی، دعوتی اور تنظیمی محاذ پر اپنی جدوجہد کو مزید منظّم اور مؤثر بنایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس بابرکت کورس کو امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے، شرکاء و منتظمین کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں عقیدۂ ختمِ نبوت پر کامل ایمان اور استقامت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العلمین

احرار ختم نبوت فتح ربوہ گولڈن جوبلی کانفرنس ضلع رحیم یار خان

(رپورٹ: سید ساجد علی شاہ) مجلس احرار اسلام برصغیر کی ایک قدیم، جرأت مند اور نظریاتی دینی و سیاسی جماعت ہے۔ اس جماعت نے تحریکِ آزادی ہند میں نمایاں کردار ادا کیا اور ہر دور میں ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم، تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت، اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے جدوجہد کی۔

قیامِ پاکستان کے بعد بھی مجلس احرار اسلام پاکستان نے دینی، ملی اور قومی معاملات میں بھرپور آواز بلند کی ہے۔ خصوصاً فتنۂ قادیانیت کے تعاقب اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ میں اس جماعت کی خدمات تاریخ کا روشن باب ہیں۔ یہ جماعت ملک بھر میں دینی اجتماعات، کانفرنسوں اور اصلاحی سرگرمیوں کے ذریعے عوام کی دینی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دے رہی ہے۔ 29 دسمبر 1929 کو قائم ہونے والی یہ جماعت 29 دسمبر 2026 میں عیسوی اعتبار سے 96 سال مکمل کر چکی ہے احرار نے اپنے قیام سے لے کر آج تک دین اسلام وطن اور قوم کے لیے شاندار خدمات انجام دیں یہ تاریخ کا روشن اور زریں باب ہے جسے تاریخ فراموش کر سکتی ہے نہ ہی مورخ نظر انداز کر سکتا ہے، سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چوہدری افضل حق، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظہر علی اظہر، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا گل شیر شہید، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا سید عطاء المومن بخاری، مولانا عطاء المہیمن بخاری و دیگر اکابر رحمھم اللہ

نے جن عظیم الشان مقاصد کے لیے زندگیاں کھپا دیں۔ اور صلاحیتیں صرف کر دیں الحمدللہ! کاروان احرار آج بھی اسی جادۂ حق پر مستقیم ہے۔ اسی سلسلے میں مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے زیر اہتمام مورخہ۔13 فروری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب ڈسٹرکٹ پریس کلب ’’فتح ربوہ گولڈن جوبلی احرار ختم نبوت کانفرنس‘‘ کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکزی قائدین کے علاوہ مقامی علماء و کارکنان احرار نے بھرپور شرکت کی، کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام سے ہوا جس کی سعادت قاری ابوبکر اور سید محمد عبداللہ ساجد نے حاصل کی جبکہ گلہائے عقیدت کی سعادت نعت خواں محمد اجمل علی حیدری نے حاصل کی، اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا شبیر احمد بہلوی نے انجام دیئے، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر مولانا سید محمد کفیل بخاری، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، مرکزی نائب ناظم نشریات مفتی تنویر الحسن احرار، مرکزی ناظم شعبہ تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری، مرکزی نائب ناظم تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف، علامہ عبدالروف ربانی، قاری ظفر اقبال شریف، مولانا شبیر احمد بہلوی، مولانا قاضی جواد الرحمٰن، مولانا سعداللہ شفیق، چوہدری ریاض نوری، مولانا عبدالقیوم اشرفی، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، قاری بشیر احمد احرار، مولانا حسنین معاویہ و دیگر نے کہا کہ مجلس احرار اسلام عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل رہی ہے، ہم قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں کہ وہ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں، مجلس احرار اسلام فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے اور اب تک سینکڑوں کی تعداد میں قادیانی اسلام قبول کر چکے ہیں، مجلس احرار اسلام کے قیام کا مقصد حکومت الہیہ کا قیام ہے، مجلس احرار اسلام اتحاد امت کی داعی جماعت ہے جو گزشتہ ایک صدی سے اپنی پرامن جدوجہد کر رہی ہے، انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اتحاد امت کی علامت ہے مجلس احرار اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قربانیاں دیں، مجلس احرار اسلام ایک تابناک ماضی رکھتی ہے، جرنیل احرار حافظ محمد اکبر اعوان مرحوم کی قیادت میں 1976 میں چناب نگر جامع مسجد احرار کے افتتاح کے موقع پر اجتماع جمعہ میں جانے والے قافلے میں شریک افراد کو اعزازی شیلڈز سے نوازا گیا جبکہ اس موقع پر قائد احرار مولانا سید کفیل بخاری سمیت قائدین احرار کی دستار بندی بھی کرائی گئی کانفرنس کا اختتام قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری کی دعا سے ہوا۔

قائد احرار مدظلہ کا دوروزہ دورہ ضلع گجرات

رپورٹ: حافظ محمد سفیان (ناگڑیاں) 24 جنوری 2025ء بروز ہفتہ ملتان سے رات گئے دفتر احرار مسلم ٹاؤن لاہور پہنچے اور رات کا قیام لاہور دفتر میں ہی کیا۔ 25 جنوری اتوار لاہور سے روانہ ہوئے اور بوقتِ عصر، جامع مسجد احرار، ماڈل ٹاؤن گجرات پہنچے، جہاں جناب چوہدری ارشد مہدی، ضلعی امیر گجرات، جناب قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، جناب قاری احسان اللہ اشرفی اور بھائی محمد کاظم اشرف احرار سے ملاقات اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا۔ جامعہ حنفیہ للبنات پنجن کسانہ کے مہتمم جناب مولانا عبیداللہ اختر سے ملاقات کی اور ان کی معیت میں جامعہ عربیہ قاسمیہ ملحقہ جامع مسجد

شیخاں والی، لالہ موسیٰ میں عظمت قرآن ودستار فضیلت کے عنوان سے منعقدہ پروگرام کے لیے لالہ موسیٰ پہنچے۔ ناظم اعلی جامعہ، جناب میاں سلمان رمضان اور صدر جامعہ، جناب حاجی ظفر اقبال، میاں عبدالحفیظ، مولانا غلام شبیر مولانا عمر شریف اوران کے دیگر رفقاء نے حضرت قائد احرار، مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان) کا پرتپاک استقبال کیا۔ رات تقریباً 9 بجے، حضرت شاہ جی مدظلہ نے عظمت قرآن کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ پروگرام کے اختتام پر حضرت شاہ جی مدظلہ نے ادارہ سے اپنا تعلیمی سفر مکمل کرنے والے طلباء کی دستار بندی کی۔ اس کے بعد حضرت شاہ جی مدظلہ جناب قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی صاحب (امیر مجلس احرار اسلام ضلع گجرات) کے ہمراہ اپنے آبائی گاؤں ناگڑیاں میں محسن احرار، ابنِ امیر شریعت، مولانا سید عطاء المحسن بخاری نوراللہ مرقدہ کے قائم کردہ مدرسہ ''مدرسہ محمودیہ معمورہ'' پہنچے اور رات کا قیام ناگڑیاں مدرسہ میں کیا۔ 26 جنوری بعد نماز فجر، قائد احرار، مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ نے اپنی آبائی مرکزی جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری ناگڑیاں میں درس قرآن کریم ارشاد فرمایا اور جناب ڈاکٹر محمد عارف صاحب کے بیٹے بھائی محمد شاہزیب کا مسجد میں نکاح پڑھایا۔ بعد ازاں جامعہ بستان راشدہ للبنات کے تعمیراتی کام کا جائزہ لیا اور دعاؤں سے نوازا، اس موقع پر جناب حافظ عطاء المحسن بن قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی بھی حضرت شاہ جی کے ساتھ موجود تھے۔ قدیم مرکز ''محمودیہ معمورہ'' میں پڑھنے والے طلباء کرام سے پڑھائی کا جائزہ لیا اور دعاؤں سے نوازا۔ ناشتہ کے موقع پر جمعیت علمائے اسلام ضلع گجرات کے رہنما جناب مولانا الیاس احمد ساکہ حضرت شاہ جی مدظلہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا۔ ناشتہ کے بعد حضرت شاہ جی مدظلہ ناگڑیاں سے اپنے دوسرے مرکز جامع مسجد ختم نبوت چوہڑ چک چوک پہنچے۔ جہاں جناب میاں محمد زمان، جناب قاری محمد شعیب اور بھائی محمد کاظم اشرف احرار، جناب حافظ عطاء المحسن بن قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی سے ملاقات کی اور وہاں پر جاری تعمیراتی کام کا جائزہ لیا۔ پھر حضرت شاہ جی مدظلہ ادھر سے لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔ جہاں انہوں نے بعد نماز ظہر، شبان ختم نبوت کے زیر اہتمام ہونے والے سالانہ ختم نبوت کورس میں شریک شرکائے کورس سے خطاب کیا۔

مولانا محمد اکمل احرار مدظلہ کا دوروزہ دورہ ضلع گجرات

رپورٹ: حافظ محمد سفیان (ناگڑیاں) 05 فروری 2026ء بروز جمعرات، مجلس احرار اسلام ضلع ملتان کے امیر جناب مولانا محمد اکمل احرار دوروزہ دعوتی وتبلیغی اور اصلاحی دورے پر جامع مسجد احرار، ماڈل ٹاؤن ضلع گجرات تشریف لائے۔ جہاں ضلعی ناظم احرار، جناب مولانا احسان اللہ اشرفی، بھائی محمد کاظم اشرف احرار ودیگر کارکنان وذمہ داران احرار نے انہیں خوش آمدید کہا۔ 06 فروری 2026ء جمعہ دن 11 بجے، مرکز احرار ''مدرسہ محمودیہ معمورہ'' ناگڑیاں پہنچے۔ جہاں ضلعی امیر گجرات، جناب قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی صاحب سے ملاقات کی اوران کے ہمراہ ناگڑیاں سے جامع مسجد ختم نبوت چوہڑ چک چوک پہنچے۔ مولانا محمد اکمل احرار نے چوک والی مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع

سے خطاب فرمایا۔ نماز جمعہ سے قبل مدرسہ اقراء اسلامک سنٹر چوہڑ چک چوک میں حفظ قرآن کریم و تجوید مکمل کرنے والے طلباء کی دستار بندی کی۔ جس میں مولانا محمد اکمل، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، بھائی محمد کاظم اشرف احرار، قاری محمد شعیب، مولانا محمد عابد، میاں محمد زمان نے شرکت کی۔ 06 فروری بعد نماز عصر، جناب مولانا محمد اکمل احرار، جناب قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی صاحب کے ہمراہ جامعۃ العلوم فاروقیہ ساکہ میں وفاق المدارس العربیہ ضلع گجرات و منڈی بہاؤالدین کے مسؤل، جناب مولانا محمد الیاس احمد ساکہ کے بھائی کی وفات پر تعزیت کی۔ 07 فروری 2026ء مولانا محمد اکمل احرار نے جناب قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی (امیر مجلس احرار اسلام ضلع گجرات) کے ہمراہ کوٹلہ کی معزز شخصیت، خادم العلماء جناب صوبیدار اللہ رکھا صاحب کی عیادت کی۔ 07 فروری بعد نماز مغرب، جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری ناگڑیاں میں ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ تقریب سے خطاب کیا۔ اس موقع پر ضلعی امیر احرار ملتان، جناب مولانا محمد اکمل احرار نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مجلس احرار اسلام عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی بانی اور داعی جماعت ہے، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بُخاری اور ابنائے امیر شریعت رحمھما اللہ نے اپنی زندگیاں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وقف کر دیں اور آج بھی مجلس احرار اسلام اسی مشن کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ رات 8 بجے گجرات سے واپس ملتان کی طرف روانہ ہو گئے۔ اللہ پاک جناب مولانا محمد اکمل احرار کے اس سفر کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین!

سالانہ مجلس قرات چناب نگر

مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد احرار چناب نگر میں 14 شعبان المعظم 1447 مطابق 3 فروری 2026 بروز منگل بعد نماز عشاء حسب سابق شب برات کے موقع پر ایک پر وقار عظیم الشان مجلس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ ادارہ کا پچاسواں سالانہ اجتماع و مجلس قرائت تھی۔ یہ مجلس اس مبارک رات میں قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ نے شروع کی جس کا مقصد مسلمانوں کو رسومات بد سے بچا کر اللہ کے پاک کلام سے جوڑنا تھا۔ مجلس قرات میں ملک کے معروف قراء کرام و نعت خواں حضرات شریک ہوتے ہیں۔ ایک زمانے میں اساتذہ اور کبار قراء تشریف لایا کرتے تھے جن میں قاری محمد یعقوب نقشبندی رحمہ اللہ (شاگرد الشیخ عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ) اور حضرت قاری محمد صدیق صاحب (فیصل آباد) کا نام نمایاں ہے۔ ان کے بعد اس مجلس کی رونق انہی کے فرزندان قاری محمد بن صدیق، قاری حامد صدیق اور قاری محمود صدیق صاحبان اور ان کی پوری ٹیم ہوتی ہے۔ جبکہ لاہور سے ہمارے کرم فرما جناب قاری عطاء الرحمٰن یوسف (استاذ جامعہ فتحیہ لاہور) اور مجلس احرار لاہور کے ناظم قاری محمد قاسم بلوچ اپنے رفقاء قراء کرام کے ھمراہ تشریف لاتے ہیں اور مجلس کی رونق دوبالا کرتے ہیں۔

اس سال حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ دار العلوم فیصل آباد کے دونواسے بھی خصوصیت سے تشریف لائے شرکت بھی کی اور تلاوت بھی کی۔ یہ مجلس رات گئے تک جاری رہتی ہے۔ امسال بھی یہ سب حضرات اسی محبت و

خلوص کے جذبے سے تشریف لائے اور یہ مجلس عشاء کی نماز کے بعد شروع ہو کر صبح 3 بجے بوقت سحر اختتام پذیر ہوئی۔

یہ اجتماع مولانا محمد مغیرہ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام اور مولانا سید عطاء المنان بخاری کی نگرانی میں ہوتا ہے جبکہ اس کے حسن انتظام و انصرام کا سہرا مولانا محمود الحسن احرار اور ان کی ٹیم، مدرسہ ختم نبوت و بخاری ماڈل ہائی اسکول کے اساتذہ وطلباء کو جاتا ہے۔

اجتماع میں اس سال بھی مدرسہ ختم نبوت، بخاری ماڈل سکول کے طلباء نے بھی اظہار خیال کیا، بیانات، تلاوت ونعت اور خاص طور سے ''اسلام کا آئیڈیل انسان اور جدیدیت کا آئیڈیل انسان'' کے عنوان پر مکالمہ پیش کیا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوے۔ اس موقع پر درجہ قرآن کی اساتذہ کو اعزازی ھدایا پیش کیے گئے جبکہ وفاق المدارس کے امتحان میں کامیاب طلباء کو بھی انعامات سے نوازا گیا۔ اجتماع میں مولانا حفیظ اللہ طاہر 47 اڈا سرگودھا روڈ، مولانا محمد بلال چنیوٹ، مفی محمد اعظم چنیوٹ، اشرف علی احرار فیصل آباد اور مقامی احرار رہنماؤں وکارکنان کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

تیسرا سالانہ زکات کورس چنیوٹ

مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے زیر اہتمام مرکز احرار ختم نبوت سنٹر جامع مسجد مدنی بخاری ٹاؤن میں 4 فروری 2026 مطابق 15 شعبان 1447 بروز بدھ بعد نماز مغرب سالانہ زکات کورس کے عنوان سے ایک اہم نشست کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت مولانا محمد مغیرہ صاحب ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا محمد ادریس، مولانا محمد عمیر صفدر اور مولانا سید عطاء المنان بخاری تھے۔

اس نشست سے جناب مولانا مفتی محمد طیب رشید (متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی) نے مسائل زکات پر تفصیلی اور سیر حاصل گفتگو کی، مجلس کے آخر میں ختم نبوت سنٹر میں پڑھنے والے طلباء اور معصوم بچیوں کے دستار بندی ودوپٹہ پوشی کی گئی۔

نشست کو کامیاب بنانے اور اس کے تمام تر انتظامات کو بحال وخوبی انجام دینے کا سہرا مقامی مجلس احرار کے امیر، ختم نبوت سنٹر کے منتظم مولانا محمد طیب احرار کو جاتا ہے۔

★......★......★

مسافرانِ آخرت

★......جھنگ: خانوادہ امیر شریعت کے قدیمی عقیدت مند زبیری خاندان میں جناب عثمان زبیری اور جناب عمر فاروق کی والدہ ماجدہ، اور جناب قیصر زبیری کی ہمشیر محترمہ 13 دسمبر 2025ء کو انتقال کر گئیں

★......خانوادہ امیر شریعت سے عقیدت مند اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہمیشہ شرکت کرنے والے جناب خالد شاہ فوجی 15 جنوری 2026ء کو انتقال کر گئے۔

★......معروف مصنف و ادیب، ممتاز نقاد اور افسانہ نگار، ہمارے قدیمی کرم فرما محترم جاوید اختر بھٹی کی بڑی ہمشیر 11 فروری 2026ء کو ملتان میں انتقال کر گئیں۔

★......ملتان میں ہمارے مہربان محترم سلمان سرگانہ کی والدہ مرحومہ انتقال: 11 فروری 2026ء

★......مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم نشرواشاعت مولانا تنویر الحسن احرار کی نانی محترمہ 19 فروری 2026ء یکم رمضان 1447ھ کو انتقال فرما گئیں۔

★......مولانا فیصل متین سرگانہ (مدرس مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم ملتان) کی دختر نیک 02 رمضان/مطابق 20 فروری کو انتقال کر گئیں۔ ان کا نماز جنازہ مرکزی عید گاہ بستی باگڑ سرگانہ میں ادا کی گئی۔

★......مفتی عطاء الرحمٰن قریشی (امیر مجلس احرار اسلام سندھ (کراچی) کی ساس صاحبہ 15 فروری 2026ء کو انتقال کر گئی۔

★......مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے گمنام سپاہی صوفی محمد اکرام مختصر علالت کے بعد 14 جنوری 2026 کو انتقال کر گئے۔ مرحوم حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ آپ کا شمار تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے جیالے کارکنان میں ہوتا ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے الفت کا رشتہ تھا۔ ان کی زندگی ختم نبوت کی تحریک سے وابستہ رہی اور استطاعت کے مطابق وقتاً فوقتاً سرگرمیوں سے بھی منسلک رہے۔ مرحوم کی زندگی شریعت مطہرہ کی پابند رہی۔ آپ کی درویشانہ زندگی اہل علاقہ کے لیے مثالی تھی۔ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کی تربیت نے ان کی زندگی میں فضول گوئی کو رخصت کر دیا تھا۔ وہ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ مرحوم مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے ناظم حافظ محمد اکمل کے تایا جان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائیں، حسنات کو قبول فرمائیں، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں، لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (امین) راقم: حافظ محمد اکمل (ناظم مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ)

★......محترم ڈاکٹر عبد الرزاق (بہاولپور) کے والد ماجد محترم جناب عبد الخالق (ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائریکٹر ہیلتھ سروز بہاولپور) 16 فروری 2026ء کو انتقال فرما گئے۔

★مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے بزرگ رضا کار محمد رفیق صاحب کی بہو 26 فروری 2026ء کو انتقال کر گئی۔

★جھنگ میں ہمارے کرم فرما جناب محمد اشرف بجلی والے فالج کی وجہ سے شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطاء فرمائے۔

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

★ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (6,00,00,000) چھ کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زر و تعاون

حکومت کی مدارس دشمن پالیسیوں کے تحت کئی مدارس کے بنک اکاؤنٹ بند کر دیے گئے ہیں۔

مدرسہ معمورہ کا اکاؤنٹ بھی تین سال سے بند ہے۔ تعاون کے لیے آپ مہتمم مدرسہ سے براہ راست رابطہ فرمائیں۔

سید محمد کفیل بخاری 061-4511961, 0300-6326621

مہتمم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان

مدرسہ ختم نبوت، جامع مسجد احرار چناب نگر

میں جدید وضو خانوں اور طہارت خانوں کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے پہلا لنٹر ڈلنے والا ہے۔

پہلی منزل تک کا تخمینہ تقریبا 70 لاکھ کے قریب ہے۔

علاوہ ازیں kv20 سولر سسٹم کی شدید ضرورت ہے جس میں سے اب تک kv10 کا انتظام ہوا ہے

احباب خیر توجہ فرمائیں اور اس میں حصہ شامل کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

برائے رابطہ: سید عطاء المنان بخاری 0301-7181267

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اورسودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱)......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کردے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

”الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کردے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کردے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE
PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس